غلام احمد قادیانی

الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل — ہفتہ میں دوبار

قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۹۹	مورخہ ۲۱ر جون ۱۹۲۷ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۲۰ر ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ	جلد ۱۴

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت ناسازہے۔ احباب دعا صحت فرمائیں۔

شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے ایک ضروری کام کے لئے لاہور تشریف لے گئے تھے۔ جو واپس آگئے۔

جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ اعلان فرماتے ہیں۔ کہ رسالہ "آپ اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کر سکتے ہیں" کا پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا ہے بعض احباب بذریعہ وی پی طلب کر رہے ہیں۔ انہیں بہت جلدی رسالہ چھپوا کر بھیجا جائیگا۔

منشی نور محمد صاحب کلرک امور عامہ کے مکان میں ۱۶ر جون کو عصر کے قریب ایک بے احتیاطی سے آگ لگ گئی لیکن [illegible] نے فوراً پہنچ کر بجھا دی۔ کوئی زیادہ نقصان نہیں ہوا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کا خطاب اپنی جماعت سے
اسلام کی خاطر ظلم و ستم بھی برداشت کرو

۱۵ر جون درس القرآن سے قبل مسجد اقصیٰ میں حضور نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

میں نے اپنی جماعت کے لوگوں کو پہلے بھی نصیحت کی ہے اور اب بھی کرتا ہوں۔ کہ اسلام کی ترقی جھگڑے اور فساد میں نہیں بلکہ مظلومی اور استقلال میں ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ظالم سے مظلوم بھائی اچھا ہے۔

کیونکہ درحقیقت جس قدر جرأت اور بہادری احساسات کو قابو میں رکھنے اور جوش و غصہ کو دبانے میں دکھانی پڑتی ہے۔ اتنی لڑائی جھگڑا کرنے میں نہیں دکھانی پڑتی۔ نفس کا قابو رکھنا بہت جرأت اور بہادری کا کام ہے۔ اور جذبات کو دبانا بہت ہی اہم فعل ہے۔ ایسی حالت میں جبکہ ہمیں دوسری اقوام سے اختلافات ہیں۔ ان سے کئی موقعوں پر تنازعات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور لازماً ہماری جماعت کی کمی کو دیکھ کر۔ یا ہماری جماعت کی شرافت کو دیکھ کر۔ یا ہماری جماعت کے صبر کو دیکھ کر۔ یا ہماری جماعت کی مذہبی تعلیم کو دیکھ کر دوسری اقوام کے لوگوں کو جرأت پیدا ہو سکتی ہے۔ کہ وہ ہماری جماعت کے افراد سے ایسا معاملہ کر بیٹھیں۔ جو دوسروں سے وہ نہیں کر سکتے۔ یا نہیں کرتے۔ لیکن باوجود اس کے میں یہی نصیحت کرونگا۔ کہ جس حد تک ممکن ہو۔ اور جو شریعت کے خلاف نہ ہو۔ ہماری جماعت کے لوگ صبر سے کام لیں

اور ظلم برداشت کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی یہی تعلیم تھی۔ اور آپ اسی پر اپنی جماعت کو چلاتے رہے۔ آپ کی زندگی میں بعض دفعہ ایسا ہوا۔ کہ ہماری جماعت کے لوگوں کو مارا گیا۔ اور انہوں نے دفاعی طور پر مقابلہ کیا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو بلوا کر معمولی الفاظ میں نہیں۔ بلکہ ان الفاظ میں کہ اگر آپ لوگ اس رویہ کو نہ بدلیں گے۔ تو میں تمہیں قادیان سے نکال دونگا تنبیہ فرمائی۔ میں نے خود بعض مخلص احمدیوں کو اس طرح زجر کرتے سنا ہے۔ چھوٹی مسجد کے قریب ایک کرہ ہوتا تھا۔ جو ڈیوڑھی کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ مگر مسجد میں تنگی کے وقت لوگ وہاں بھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان لوگوں کو بلایا۔ جنہوں نے اندفاع کے طور پر مقابلہ کیا تھا۔ اور فرمایا بے شک اسلام نے اندفاع کو جائز رکھا ہے۔ مگر ہمارے سامنے اتنا بڑا کام ہے۔ کہ اگر ہم اندفاع کی طرف بھی متوجہ ہوئے۔ تو وہ کام رہ جائیگا۔ اس لئے نہیں

ظلم کے موقعہ پر بھی صبر سے کام لینا چاہیئے۔

ہر ایک عقلمند آدمی کو یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ جو کام وہ کرنے لگا ہے وہ اس کے اصل کام کے رستہ میں تو روک نہیں بن جائیگا۔ اگر روک بننے والا ہو۔ تو اسے نہیں کرنا چاہیئے۔ دیکھو۔

ہر جائز کام جائز نہیں ہوتا۔

جب تک ماحول کے لحاظ سے بھی جائز نہ ہو۔ مثلاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ چہرہ پر نہ مارو کہ سر جسم کا نازک حصہ ہوتا ہے۔ مگر بعض لوگ جنہیں تلی ہوتی ہے۔ جسم کے دوسرے حصہ پر ایک مکہ لگنے سے ہی مر جاتے ہیں۔ یا بعض کا دل اس قدر نازک ہوتا ہے کہ ذرا سی حرکت ان کے لئے ہلاکت کا موجب ہو جاتی ہے۔ ایک دفعہ شایع ہوا تھا۔ کہ ایک شخص کی طرف جو دوسرے نے چنے کا دانہ پھینکا۔ اسی سے اس کے قلب کی حرکت بند ہو گئی۔ اور وہ ہلاک ہو گیا۔ اب اگر کوئی یہ کہے۔ کہ شرعاً تو یہ حکم ہے۔ کہ منہ پر نہ مارو۔ اس لئے اگر دل پر یا تلی پر ماروں تو منع نہیں۔ تو یہ جائز نہ ہوگا۔ ماحول کو دیکھنا چاہیئے۔ اور اس کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی دشمن کمزور ہے۔ کہ اس کی تلی پھٹ جانے یا اس کے قلب کی حرکت بند ہو جانے کا خوف ہو۔ تو اس کے جسم کے دوسرے حصے پر بھی مارنا جائز نہ ہوگا۔ اسی طرح گو دفاع جائز ہے۔ اور بعض مواقع پر جائز ہی نہیں۔ بلکہ ضروری ہے۔ اور بعض مواقع پر ضروری ہی نہیں۔ بلکہ فرض ہے۔ مگر یہ سب کچھ

ماحول پر منحصر

ہے۔ دفاع اسلام کے اہم ترین مسائل میں سے ہے۔ اور جب جان کے خطرہ کا سوال ہو۔ تو یہ فرض ہو جاتا ہے۔ لیکن ہر موقعہ پر فرض نہیں ہوتا۔ بعض اوقات صرف واجب ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات جائز اور مناسب۔ لیکن اگر کسی وقت اندفاع کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے

اہم مقصد اور مدعا

کو نقصان پہنچتا ہو۔ اور اصل کام رہ جاتا ہو۔ تو اس وقت اندفاع ناجائز ہو جائیگا۔ یعنی اس حد تک اندفاع ناجائز ہو جائیگا جس حد تک اسلام کی مدد اور خدمت سے روک دیتا ہو۔ مثلاً ہماری جماعت پر مختلف مقامات میں مختلف قسم کے مظالم ہوتے ہیں۔ اگر ان کی وجہ سے مقدمات دائر کئے جائیں۔ تو اس کا ایک نتیجہ تو یہ ہوگا۔ کہ احمدی تبلیغ نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ جو لوگ مقدمات میں پھنس جاتے ہیں۔ وہ دن رات انہی کی تیاری اور فکر میں رہتے ہیں۔ اس لئے ان کے اوقات مقدمات میں خرچ ہونگے۔ دوسرا اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ چونکہ انہی لوگوں کو تبلیغ کرنی ہے۔ جو ظلم و ستم کرتے ہیں۔ اس لئے اگر ان سے مقدمہ بازی شروع ہو گئی۔ تو ان میں ایسا تعصب پیدا ہو جائیگا۔ کہ پھر وہ بات تک نہ سنینگے۔ اس طرح گو ایسے لوگوں پر رعب قائم ہو جائے۔ مگر

اسلام کی تبلیغ

نہ ہو سکے گی۔ اس لئے ہماری جماعت کو دفاع کے موقعہ پر بھی تبلیغ کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور کوئی ایسا کام نہ کرنا چاہیئے۔ جو اپنی ذات میں گو جائز ہو۔ لیکن اس سے اسلام کو نقصان پہنچتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جوش نکالنے کے اور بہت سے رستے رکھے ہیں۔ اگر ہماری جماعت کے لوگ دوسروں سے لڑ جھگڑ کر جوش نکالیں گے۔ تو پھر خدا نے ان کا جو فرض مقرر کیا ہے۔ وہ رہ جائیگا۔ اور

بے کسے شد دین احمدؐ ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کار خود با دین احمدؐ کار نیست

کے وہ بھی مصداق بن جائیں گے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو ظلم کے موقعہ پر بھی اپنے جذبات کو دبا کر رکھنا چاہیئے۔

مسلمانان کوہاٹ کا ایک جلسہ عام

جناب سکرٹری صاحب خلافت کمیٹی کوہاٹ کی چٹھی اور جلسہ کی تجاویز

حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں

ہمارے ایک نامہ نگار کوہاٹ سے لکھتے ہیں۔

عید سے قبل جمعہ کو یہاں کی سب سے بڑی مسجد المعروف "مسجد جامع حاجی بہادر مرحوم" میں جناب مولوی احمد گل صاحب سکرٹری خلافت کمیٹی کوہاٹ نے ہزاروں لوگوں کے مجمع میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا اشتہار "ورتمان" کے متعلق سنا دیا۔ اور لوگوں سے کہا۔ کہ اگرچہ احمدی جماعت سے ہمارا اعتقادیات میں اختلاف ہے۔ مگر اس معاملہ میں ہم ان کے ساتھ متفق ہیں۔ اور اشتراک عمل کے لئے تیار۔

جس جلسہ کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں مسلمانان کوہاٹ نے چند ضروری قرار دادیں منظور کیں۔ جو حسب ذیل چٹھی کے ساتھ جناب مولوی احمد گل صاحب سکرٹری خلافت کمیٹی نے حضرت امام جماعت کی خدمت میں بھیجی ہیں۔

عریضہ ہذا کے ہمراہ ایک نقل ان قرار دادوں کی ہے جو ۱۰ جون ۱۹۲۷ء کو مسلمانان کوہاٹ کے ایک بہت بڑے جلسے میں عید گاہ کو بالاتفاق منظور کی گئیں۔ بایں امید خدمت والا میں ارسال کرتا ہوں۔ کہ آپ مسلمانوں کے مجروح جذبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی مناسب کارروائی فرمائیں گے۔

قرار دادیں یہ ہیں۔

(۱) مسلمانان کوہاٹ ان لوگوں کے رویہ کے خلاف سخت نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ جو "ورتمان" امرتسر کی اشاعت کے ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ اس غدارت آمیز مضمون سے تمام مسلمانوں کے جذبات کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور ناموس کی توہین کے باعث سخت ٹھیس لگی ہے ایسے گندے۔ ناپاک اور ہتک آمیز مضمون کی غرض سوائے اسکے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ کہ مسلمانوں کے جذبات کو زخمی کیا جائے۔ چونکہ یہ مضمون ملک میں ابتری پھیلانے والا ہے۔ اسلئے سخت افسوسناک ہے (۲) مسلمانان کوہاٹ حکومت پنجاب کے اس طرز عمل کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں۔ کہ اس نے ورتمان کو ضبط کر کے مضمون نگار اور رسالہ کے ایڈیٹر کی گرفتاری کا حکم دیا ہے۔ (۳) مسلمانان کوہاٹ کی رائے میں جب تک اس قسم کے دل آزار اور توہین آمیز مضامین کے مجرموں کو عبرتناک سزا نہ دی جائے گی۔ ملک کی مختلف جماعتیں امن و صلح کی زندگی بسر نہیں کر سکتیں۔ ان کی رائے میں کتاب رنگیلا رسول کے متعلق ہائی کورٹ پنجاب کا فیصلہ سخت قابل نفرت ہے۔ اسی فیصلہ نے ورتمان کے مضمون نگار کو ایسا ناپاک مضمون شائع کرنے کی جرأت دلائی۔ اس لئے یہ جلسہ حکومت سے درخواست کرتا ہے۔ کہ رنگیلا رسول کے اس فیصلہ کو قانونی حیثیت نہ بخشی جائے۔ (۴) مسلمانان کوہاٹ پنجاب گورنمنٹ پر پورا اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ وہ ان مجرمین کا ایسا بے لوث فیصلہ کرے گی۔ جو طرفداری اور لحاظ سے پاک ہوگا۔ اور ساتھ ہی وہ اپنے لیڈروں پر بھی اعتبار کرتے ہیں۔ کہ وہ بھی تمام مسلمانوں کے مجروح جذبات پر پورا پورا قابو رکھنے کے لئے اپنی تمام کوشش صرف کر دیں گے۔

اہلحدیث کے استفسار کا جواب

اخبار اہلحدیث نے اپنے ۱۷ جون کے پرچہ میں یہ لکھ کر کہ ایک مراسلہ الفضل میں پہنچا ہے کہ احمدیوں نے ایک معزز بزرگ کو اتنا مارا کہ وہ مردہ ہو گیا۔ الفضل سے اسکے متعلق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ـ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۲۷ء

رسالہ "ورتمان" کے متعلق گورنمنٹ پنجاب کی کارروائی

گورنمنٹ پنجاب نے امرتسر کے رسالہ "ورتمان" کا وہ فتنہ انگیز اور دل آزار پرچہ ضبط کر لیا ہے جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین نہایت ہی باجیانہ طریق سے کر کے کروڑوں مسلمانوں کو انگاروں پر تڑپانے کا سامان کیا گیا ہے۔ اور ہندوستان کے طول و عرض میں پنجاب کے تمام کمشنروں، ڈپٹی کمشنروں، چیف سکرٹری حکومت صوبجات متحدہ و شمالی مغربی صوبہ سرحد اور چیف کمشنر دہلی کے ذریعہ یہ اعلان کرا دیا ہے۔ کہ "امرتسر کے ایک ماہوار رسالہ "ورتمان" نے حال ہی میں ایک مضمون بعنوان "جہنم کی سیر" شایع کیا ہے۔ جس میں پیغمبر اسلام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر شرمناک اور کمینہ حملہ کیا گیا ہے۔ اور چونکہ اس مضمون سے مسلمانوں میں شدید غصہ اور سخت ناراضگی کے پھیلنے کا زبردست امکان ہے۔ اس لئے حکومت پنجاب کی خواہش ہے۔ کہ یہ بات عام طور پر معلوم ہو جائے۔ کہ حکومت نے رسالہ مذکور کے تمام پرچوں کو ضبط قرار دیا ہے۔ اور اس کے ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر اور مضمون نگار پر مقدمہ چلانے کی منظوری دے دی ہے۔"

اخبارات میں امرتسر کی ۷ جون کی اور شملہ کی ۸ جون کی یہ خبریں ہی شایع ہو چکی ہیں۔ کہ رسالہ مذکور کے ایڈیٹر پرنٹر اور پبلشر گیان چند کو اور دیوی شرن راقم مضمون کو زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند گرفتار کر لیا گیا ہے۔ جن پر مسٹر پکل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کی عدالت میں مقدمہ چلیگا۔

گورنمنٹ پنجاب نے اس بارے میں اپنے فرض کی ادائگی میں جو سرگرمی دکھلائی ہے۔ وہ قابل تعریف ہے۔ اور جس سرعت سے اس کے متعلق ابتدائی کارروائی کی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کے جذبات اور احساسات کا اندازہ لگانے سے قاصر نہیں رہی۔ لیکن آج سے تھوڑا ہی عرصہ قبل پنجاب کی سب سے اعلےٰ عدالت کے ایک جج صاحب نے گورنمنٹ ہی کے دائر کردہ مقدمہ "رنگیلا رسول" کے متعلق جو فیصلہ کیا ہے اس کی وجہ سے مسلمانوں میں بہت بڑی حد تک تشویش اور پریشانی موجود ہے۔ اور عام طور پر یہ خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ کہ اس مقدمہ کا بھی وہی حشر نہ ہو۔ جو "رنگیلا رسول" کے مقدمہ کا ہوا۔

کیونکہ بالکل اسی نوعیت کے جرم میں جس کا اعادہ "ورتمان" میں کیا گیا ہے۔ ہائیکورٹ پنجاب کا فاضل جج کنور دلیپ سنگھ یہ فیصلہ دے چکا ہے۔ کہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۵۳ الف کے ذریعہ زمانہ ماضی کے مذہبی رہنماؤں کے خلاف اعتراضات اور حملوں کا روکنا مقصود نہ تھا۔ خواہ وہ حملے کتنے ہی شرآمیز۔ کمینہ اور سفیہانہ کیوں نہ ہوں۔ اور باوجود یہ تسلیم کرنے کے کہ کتاب "رنگیلا رسول" کا لب لباب و لہجہ عموماً بالخصوص عناد آمیز ہے۔ جس سے مسلمان قوم کے جذبات کے مجروح ہونے کا احتمال ہے۔ بلکہ اس سے ان کے دلوں میں نفرت کے جذبات پیدا ہو جانے کا احتمال بھی حق بجانب ہے۔" ملزم کو اس لئے بری کر دیا۔ کہ "ایسی دفعہ کی تعزیرات میں کمی ہے۔" جس کے رو سے کسی شخص کے مذہبی احساسات کو مجروح کرنے کے ارادہ سے رسالے شایع کرنا اور کسی مذہب یا کسی شخص کی توہین کرنا جرم قرار دیا جائے۔"

اس حیرت انگیز فیصلہ سے مسلمانوں کے سکون و قرار پر تو جو بجلی گری۔ وہ گری ہی تھی۔ لیکن گورنمنٹ کے لئے بھی کم مشکلات نہیں پیدا ہو گئیں۔ جن کا ثبوت ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب کے اس جواب سے مل سکتا ہے۔ جو انہوں نے ۱۰ جون کو مسلمانوں کے اس وفد کو دیا۔ جو "رنگیلا رسول" کے فیصلہ کے متعلق پیش ہوا۔ ہز ایکسیلنسی نے فرمایا۔

"جب ہم نے ہائیکورٹ کا فیصلہ دیکھا۔ تو ہم کو بڑی تشویش ہوئی۔ کیونکہ ہم کو معلوم ہوا۔ کہ اگر مذہبی بحث کی یہ طرز اسی طرح بے باکی سے جاری رہی۔ تو اس سے پبلک کے سامنے ناقابل اختتام تکلیف کا منظر پیدا ہو جائیگا۔ مزید براں خواہ اس مقدمہ کی اصطلاحی شکل و صورت کو کسی روشنی میں لیا جائے۔ یہ امر ناگزیر ہے۔ کہ ہم کو ان اصحاب سے ہمدردی محسوس کرنی چاہیئے۔ جن کی ہائیکورٹ کے فیصلہ کے مطابق اس حملہ سے دل آزاری ہوئی ہے۔ اور جنہوں نے یہ محسوس کیا۔ کہ نہ ان کے پاس اور نہ گورنمنٹ کے پاس کوئی ایسا ہتھیار ہے جس سے اس کا اعادہ آئندہ اغلباً شکل و صورت میں کھلا سکنڈل نہ بن جائے۔"

اس کے بعد ہز ایکسیلنسی نے اس صورت حالات کے متعلق اپنے قانونی مشیروں سے مشورہ کرنے کا ذکر کرتے ہوئے اگرچہ یہ افسوسناک اظہار کیا ہے۔ کہ رنگیلا رسول کے مقدمہ کے متعلق اب کچھ نہیں کیا جائیگا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ اطمینان بخش بیان بھی دیا ہے۔ کہ اس مسئلہ کو اٹھایا ضرور جائیگا۔ اور اس کے لئے رسالہ ورتمان نے موقع پیدا کر دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

"ہمارے اپنے قانونی مشیروں کے ساتھ مشورہ نے ہمیں اس مرحلہ پر چھوڑا ہے۔ کہ ہمارا طریق کار یہ ہونا چاہیئے کہ اس مسئلہ کو اٹھائیں۔ رنگیلا رسول کے مقدمہ میں نہیں۔ بلکہ پہلے موزوں کیس میں جو ممکن ہے۔ کہ آئندہ پیش ہو یعنے ایک ایسے مقدمہ میں جس کے خلاف اس قسم کے مقدمہ کی منظوری دینے کے لئے اس قانون نے ہماری رہنمائی کی۔ اور جو مقدمہ حقیقی طور پر ہماری مداخلت کا موجب ہوا ہو۔ جیسا کہ آپ آگاہ ہیں۔ کہ گذشتہ چند دنوں میں ہم اس قسم کے کیس سے دوچار ہوئے ہیں۔ اور ہم نے مقدمہ چلانے کی اجازت دیدی ہے۔ چونکہ اب رسالہ ورتمان کا معاملہ عدالتوں کے سامنے آنیوالا ہے۔ میں اس مقدمہ کے حسن و قبح کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ تاہم یہ مقدمہ ہمارے لئے ایک موقعہ بہم پہنچاتا ہے۔ تاکہ ہم قانون کے مفہوم کی آزمائش کریں۔ جو قانون کا مفہوم لیا جانا چاہیئے۔ اور پبلک کا مفاد مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ہمیں ہر ایک کوشش کرنی چاہیئے۔ جو ہمارے امکان میں ہے۔ تاکہ اس قانون کی آخری و مستند [illegible] ہو جو موقع عدالتیں ہمیں دے سکتی ہیں۔ یہ مقدمہ اس امر کا فیصلہ کریگا۔ کہ آیا ہم اس ایکٹ سے مطمئن رہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ یہ ایکٹ ہے۔ یا ہمیں اس کی شرائط میں کچھ ترمیم کے لئے لیجسلیچر تک پہنچنا چاہیئے۔"

موجودہ حالات میں ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب کا یہ بیان نہایت اہم ہے۔ اور ہم مسلمانوں سے گزارش کریں گے کہ وہ نہایت صبر اور اطمینان کے ساتھ اس مقدمہ کے انجام کا انتظار کریں۔ جو گورنمنٹ نے "ورتمان" کے متعلق دائر کیا ہے۔

مسلمان اعلیٰ حکام اور مسلمان

مسلمان اعلےٰ حکام کے انتظام کو ناقص اور خراب بنانے کے لئے ہندو جس قدر مشکلات پیدا کرتے رہتے ہیں۔ ان کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ بعض اوقات مسلمان بھی ایسی روش اختیار کر لیتے ہیں۔ جو مسلمان حکام کے لئے حد درجہ تکلیف دہ اور مایوس کن ہوتی ہے۔ کرنال کے ڈپٹی کمشنر مسٹر لطیفی مسلمان ہیں۔ جو ایک طرف تو عرصہ سے ہندوؤں کے اعتراضات کا ہدف بنے ہوئے ہیں۔ ان پر مسلمانوں کی حمایت کے الزام لگائے جاتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف مسلمان بھی ان کے خلاف اخبارات میں مضامین شائع کرا رہے ہیں۔ چنانچہ ہمارے پاس بھی پانی پت سے ایک مضمون پہنچا ہے۔ اس قسم کی حرکات پر ہم دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے جہاں مسلمانوں سے یہ کہتے ہیں۔ کہ وہ مسلمان حکام کی انتظامی مشکلات کا لحاظ کرتے ہوئے ان کے انتظام کو مکمل بنانے کی کوشش کیا کریں۔ وہاں اعلیٰ مسلمان حکام سے بھی یہ عرض کریں گے۔ کہ انہیں انصاف کرتے ہوئے سوائے خدا کے کسی قوت سے مرعوب نہیں ہونا چاہیئے۔

اور مسلمانوں کو ان کے جائز اور واجبی حقوق سے اس لئے محروم نہیں ہونے دینا چاہیئے کہ ہندو ان پر مسلمانوں کی رعایت کرنے کا الزام لگائیں گے۔ ہندوؤں کی ذہنیت اس حد تک پہنچ چکی ہے۔ کہ ان کی خوشنودی حاصل کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ پس سلامت روی اسی میں ہے۔ کہ ہر حالت میں عدل و انصاف کو مدنظر رکھا جائے۔

مسلمانانِ پانی پت کی ماتمی عید

مسلمانان پانی پت عید اضحیٰ سے قبل جب اس بات کی تیاریاں کر رہے تھے۔ کہ ڈپٹی کمشنر نے جو احکام قربانی گائے کے متعلق ان کے لئے جاری کئے ہیں۔ ان کی خلاف ورزی کریں۔ تو ہم نے مشورہ دیا تھا۔ کہ "وہ آئینی حدود سے ہرگز ایک قدم بھی آگے نہ بڑھائیں۔ اس کا نتیجہ سوائے سخت نقصان کے اور کچھ نہ ہوگا۔ بلاشبہ سالہا سال کے ایک حق کے زائل ہونے سے صدمہ و رنج پہنچنا لازمی ہے۔ لیکن طریق وہ اختیار کرنا چاہیئے جس سے اس صدمہ میں تخفیف ہو۔ نہ کہ اس سے بڑھ کر مصیبت آپڑے"

خوشی کی بات ہے۔ مسلمانان پانی پت نے ہمارے اس مشورہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ چنانچہ صوفی اقبال صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ پانی پت کی طرف سے جو مراسلت ہمارے پاس پہنچی ہے۔ اور دوسری جگہ درج ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ذبیحہ قربانی کو مسلمانوں نے دیگر شہروں میں جا کر ادا کیا اور اس طرح عید کی تقریب بغیر کسی قسم کے جھگڑے فساد کے گذر گئی۔ اس مراسلت میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ماتمی عید منائی گئی چند اصحاب سرتاپا سیاہ پوش تھے۔ اور عیدگاہ میں حسرت و یاس برس رہی تھی۔

جب تک اسلام اپنی اصلی شان و شوکت حاصل نہیں کرتا۔ اور جب تک مسلمان اسلام کے حقیقی شیدائی نہیں بن جاتے۔ اس وقت تک پانی پت کے مسلمانوں پر ہی کیا منحصر ہے ہمارے نزدیک ہر جگہ کے مسلمانوں کی عید ماتمی عید ہے۔ لیکن اسے خوشی کی عید سے بدلنے کا یہ طریق نہیں۔ کہ مسلمان "سرتاپا سیاہ پوش" بن جائیں۔ اور ان پر حسرت و یاس برس رہی ہو۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ اسلام کی حفاظت اور اشاعت کے لئے "سرتاپا جوش" بن جائیں۔ تا جہاں بھی وہ ہوں۔ ان پر خدا کی رحمت اور فضل کی بارش برس رہی ہو۔

پس ہم تو یہی کہیں گے۔ چھوڑ دو مقامی جھگڑوں اور بکھیڑوں کو۔ چھوڑ دو اندرونی لڑائیوں اور مخالفتوں کو۔ چھوڑ دو گھر کی نا اتفاقیوں اور اختلافوں کو۔ اور اُٹھ کھڑے ہو خدا کے دین کی حفاظت کے لئے۔ اور کر دکھاؤ جو کچھ کر سکتے ہو۔ اگر ہمیں اس میدان میں کامیابی حاصل ہو جائے تو پھر چھوٹی چھوٹی تکلیفیں خود بخود دور ہو جائیں گی۔

اورنگزیب عالمگیر اور سیواجی

گجرات کے اخبار "لاحول" کے ۱۷ مئی کے پرچہ میں سیواجی کے متعلق ایک مضمون شایع ہوا۔ جس کی وجہ سے ڈپٹی کمشنر صاحب گجرات کی خدمت میں ایڈیٹر صاحب لاحول کو جوابدہی کے لئے حاضر ہونا پڑا اور انہوں نے معافی مانگ کر اپنی جان چھڑائی۔ ہماری نظر سے چونکہ لاحول کا وہ مضمون نہیں گذرا۔ اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ کس رنگ میں لکھا گیا۔ اور سیواجی کی نسبت جس کا تاریخی کریکٹر نہایت ہی تاریک ہے۔ کون سے دل آزار الفاظ استعمال کئے گئے۔ لیکن اس بات پر حیرت ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ پر "گورو گھنٹال" میں مسلسل نہایت گندے اور دشنام سے پُر مضامین شایع ہوں۔ تو کوئی اسے پوچھتا بھی نہیں۔ لیکن "لاحول" بیچارہ سیواجی کے متعلق جس کی پوزیشن شہنشاہ اورنگزیب کے مقابلہ میں ایک ڈاکو اور لٹیرے سے زیادہ نہ تھی۔ کچھ لکھتا ہے۔ تو معافی مانگنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ پھر یہی "گورو گھنٹال" حضور نظام والئے دکن کے خلاف نہایت گستاخانہ مضامین شایع کرتا ہے۔ ان کی طرف حکومت کو توجہ بھی دلائی جاتی ہے لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

کیا گورنمنٹ کے ذرائع معلومات مسلمانوں کی شکایات اور انکے جذبات کو گورنمنٹ تک نہیں پہنچاتے۔ یا مسلمانوں کو ایسا بے حس سمجھ لیا گیا ہے۔ کہ ان کے بزرگوں اور باعزت لوگوں کی خواہ کس قدر تذلیل کی جائے۔ اس کی کوئی پرواہ نہیں کی جا سکتی۔

شادی شدہ بچوں کی علیحدہ رہائش

جس طرح اسلام کے مذہبی اور تمدنی احکام اپنے اندر بڑی بڑی حکمتیں رکھتے ہیں۔ اسی طرح اسلام نے معاشرت کے متعلق جو ہدایات دی ہیں۔ وہ بھی نہایت پُر حکمت ہیں۔ اور آج جبکہ دنیا ترقی اور عروج کے انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ ان باتوں کے منافع اور فوائد کا کھلے طور پر اعتراف کیا جا رہا ہے۔ جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل بیان کی گئی تھیں۔ اسلام نے بالغ اولاد کے متعلق یہاں تک تاکید کی ہے۔ کہ وہ جب گھر میں داخل ہو۔ تو اجازت لے۔ اور جب اس کی شادی ہو جائے۔ تو اس کے لئے علیحدہ رہائش ضروری قرار دی گئی ہے۔ یہ بات جس قدر پُر حکمت اور ضروری ہے۔ اس کا اندازہ ایک انگریز اہل قلم خاتون کے ان فقرات سے بھی لگ سکتا ہے۔ جن کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

خاتون مذکورہ ساس کی پوزیشن بیان کرتی ہوئی لکھتی ہے "تم اپنے (شادی شدہ) بچوں سے اپنی رہائش بالکل علیحدہ رکھو۔ کیونکہ کوئی بھی نوجوان جوڑا اپنے نئے گھر میں تیسرے شخص کی موجودگی کا روادار نہیں ہوتا۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ ہم ہی ہم ہوں۔ اور کوئی تیسرا پاس نہ پھٹکے۔ ان کی یہ خواہش قانون قدرت کے عین مطابق اور راستی پر مبنی ہے"

اس سے شادی شدہ بچوں کی علیحدہ رہائش کی ضرورت ظاہر ہے۔ لیکن جو لوگ اس ضرورت کو محسوس نہیں کرتے۔ یا محسوس کر کے اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ انہیں یہ الفاظ پڑھ لینے چاہئیں۔

"بعض اوقات کسی گھر میں ایک ساس کی موجودگی کسی دائنیر یہ پڑے ہوئے ڈائنامیٹ سے کم خطرناک نہیں ہوتی۔ طلاق کے اعداد و شمار سے واضح ہوتا ہے کہ ایک ساس ان سے کہیں زیادہ گھروں کو تباہی کے گھاٹ اُتارتی ہے۔ جو تمام دیگر وجوہ متحدہ طور پر کر سکتے ہیں۔ اسلئے تم اپنے بچوں کی عیش و مسرت کو تباہ نہ ہونے دو۔"

جو والدین اپنی شادی شدہ اولاد کی علیحدہ رہائش کا انتظام نہ کرتے ہوں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اس ضروری امر کی طرف ضرور متوجہ ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم اولاد سے بھی کہیں گے۔ کہ علیحدہ رہائش کا یہ مطلب نہیں۔ کہ والدین سے کوئی تعلق ہی نہ رکھا جائے۔ ان کی خدمت نہ کی جائے۔ ان کی خبرگیری نہ کی جائے۔ بلکہ ہر رنگ اور ہر طریق سے ان کی خوشنودی اور خدمت گذاری کو مقدم رکھنا ہوگا۔

ہندوستان میں زراعت پر خرچ

سنہ ۲۶-۱۹۲۵ء میں حکومت ہند کے زراعتی مشیر کار کی رپورٹ کے مطابق زراعت پر مجموعی طور پر تمام صوبوں میں ۴۸۳۴۳۰۰۰ روپیہ صرف ہوا۔ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ میں اس مصرف پر تمام صوبوں سے زیادہ یعنی ۱۹۴۸۱۹ روپیہ خرچ کیا گیا۔ اسکے بعد سب سے بڑی رقم پنجاب کے حصہ میں آئی وہاں ۱۹۲۸۰۳۵ روپیہ زراعت پر صرف ہوا۔ بمبئی میں ۱۴۷۴۰۵۰ روپیہ اور مدراس میں ۱۵۱۳۰۶ روپیہ صرف ہوا۔ لیکن تعجب ہے کہ بنگال میں صرف ۸۸۶۵۳۷ روپیہ کی قلیل رقم صرف ہوئی۔ بنگال ایک نہایت زرخیز صوبہ ہے۔ مگر حیرت ہے کہ وہاں کے باشندے باوجود ملک کی زرعی اور اقتصادی حالت سے بخوبی آگاہ ہونے کے اس طرف متوجہ نہ ہوئے۔ چونکہ بنگال میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے اسلئے زرعی لحاظ سے اس صوبہ کے سب سے پیچھے رہنے کا ناگوار اثر یقیناً مسلمانوں پر بہت زیادہ پڑا۔ کاش ہر جگہ کے

شدھی کی خبروں کا اخفاء

آریہ اخبارات میں تحریک ہو رہی ہے۔ کہ جن لوگوں کو شدھ کیا جائے۔ ان کا اعلان اخباروں میں نہ ہو۔ اور ایسے واقعات کو نہایت احتیاط کے ساتھ پردہ اخفاء میں رکھا جائے۔ چنانچہ ملاپ ۹ جون بڑے زور سے اس بارے میں تحریک کرتا ہوا لکھتا ہے

"شدھی کے کام کا تذکرہ اخباری کالموں میں بند ہونا چاہیئے۔ اور شدھی کا کام زیادہ شانتی اور جوش سے جاری کرنا چاہیئے"

چونکہ ہندوؤں میں شدھی کے متعلق کافی سے زیادہ دلچسپی اور بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ اس لئے اب یہ صورت اختیار کی جائے۔ کہ مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوئی خبر ہی اخباروں میں شائع نہ ہو۔ تاکہ مسلمان جو پہلے ہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں۔ یہ سمجھ کر کہ ہندو مسلمانوں کو دام تزویر میں پھنسانے سے باز آ گئے ہیں۔ اپنی حفاظت سے قطعاً غافل اور بے پرواہ ہو جائیں۔ اور ہندو چپکے چپکے انہیں نگل جائیں۔ کیا مسلمان اس چال کا شکار ہو جائیں گے؟ اب اگر شدھی کے متعلق آریہ اخباروں میں خبریں شائع نہ ہوں۔ یا کم شائع ہوں۔ تو مسلمانوں کو یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ آریہ اپنی کوششوں میں سست ہو گئے ہیں۔ بلکہ یہ یقین کرنا چاہیئے کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ اس کام میں مشغول ہیں۔ اور ضرورت ہے۔ کہ مسلمان اپنی حفاظت کے لئے روز بروز زیادہ سرگرمی اور ہوشیاری سے کام لیں۔

فتنہ انگیز لوگوں کی حوصلہ افزائی

اگر آریہ صاحبان اسلام کے متعلق ضد اور تعصب میں حد سے نہ بڑھ جاتے۔ اور ان میں کچھ بھی انصاف پسندی کا مادہ ہوتا۔ تو "رنگیلا رسول" اور "وچتر جیون" ایسے ناپاک رسالے لکھنے اور شائع کرنیوالوں کی نہ صرف کسی رنگ میں امداد نہ کرتے۔ بلکہ ان کے متعلق نفرت و ناراضی بھی ظاہر کرتے۔ لیکن حالت یہ ہے۔ کہ "رنگیلا رسول" کے ناشر کو تو ان کی دو دو برس کوششوں اور سرگرمیوں نے صاف بری کرا لیا۔ اور "وچتر جیون" کا مصنف جب معمولی سی سزا (صرف دو ماہ قید) بھگت کر جیل سے باہر گیا۔ تو بقول اخبار "ملاپ" "ریلوے سٹیشن آگرہ پر معززین شہر نے آپ کا خیر مقدم کیا" "بڑا جلوس نکالا۔ تعریف و توصیف کیلئے جلسہ کیا گیا۔ دور دور سے مبارکباد کے پیغام آئے۔ اور آریہ اخبارات نے مبارکبادی کے مضامین لکھے۔

جب کئی کروڑ مسلمانوں کے ہادی اور رہنما ہی کی نہیں۔ بلکہ تمام دنیا کے بزرگ ترین انسان کی شان میں اس درجہ گستاخی کرنیوالوں کی اس قدر عزت افزائی کی جائے۔ تو کس طرح ممکن ہے۔ کہ اس قسم کے فتنہ انگیز لوگ اپنی ناشائستہ حرکات سے باز آئیں۔ اور ملک میں امن قائم ہونے دیں۔ آریہ صاحبان کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ اپنی اس روش سے ملک کے امن و امان کو زیادہ خطرے میں ڈال رہے ہیں۔

وچتر جیون کا فیصلہ درست تسلیم کرلو

"رنگیلا رسول" کے متعلق پنجاب ہائی کورٹ کا فیصلہ اپنے حق میں بہترین فیصلہ پاکر آریہ اس کے خلاف آواز اٹھانے سے مسلمانوں کا منہ جس طرح بند کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا پتہ ہم ارجون کے "ملاپ" سے لگ سکتا ہے۔ اخبار مذکور "رنگیلا رسول کا قصہ ختم کرو" کے عنوان سے ایک مضمون میں لکھتا ہے:۔

"ہائی کورٹ پنجاب اعلیٰ ترین عدالت نے آخر کار مہاشے راجپال کو بری کر دیا۔ ضرورت تھی۔ کہ مسلمان اس فیصلہ کے آگے سر جھکا دیتے"

کیوں؟ اسکی وجہ آگے یہ بتائی ہے۔ کہ

"چاہے کوئی جج عیسائی ہو یا مسلمان۔ ہندو ہو یا پارسی بطور جج وہ کوئی مذہب نہیں رکھتا۔ اسلئے ان کا فیصلہ فرقہ دارانہ تعصبات سے بالاتر ہوتا ہے۔ اور ہائی کورٹ کے فیصلے ہیں ایسی ہی بے تعصب نگاہوں سے دیکھنے چاہئیں"

بے تعصب نگاہوں سے ہائی کورٹ کے فیصلہ کو دیکھنے کا جو مطلب ہے۔ وہ بھی "ملاپ" نے خود ہی بتا دیا ہے۔ اور وہ یہ کہ "جس قانون کے نیچے وہ (مسلمان) رہ رہے ہیں۔ اسکے فیصلوں کے آگے سرنگوں ہونا چاہیئے"

اگر "رنگیلا رسول" کا فیصلہ موجودہ صورت سے مختلف ہوتا۔ تو یقیناً "ملاپ" ہندوؤں کو اس فیصلہ کے آگے سرنگوں ہونے کی تلقین نہ کرتا۔ اور نہ ہائی کورٹ کی شان میں اس طرح قصیدہ خوانی کرتا۔ جس طرح اب اس نے کی ہے۔ یہ ہم یونہی نہیں کہہ رہے۔ بلکہ "وچتر جیون" کے فیصلہ کے متعلق "ملاپ" نے جو رائے ظاہر کی ہے۔ اس سے ہمارے اس دعویٰ کی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے چنانچہ اخبار مذکور نے ۹ جون کے پرچہ میں لکھا ہے۔

"یہ سچ ہے۔ کہ رائج الوقت قانون نے پنڈت جی کو وچتر جیون کی تصنیف کیلئے سزا دی لیکن ہندو جنتا کا یہ صادق خیال ہے۔ کہ پنڈت جی کی عالمانہ تصنیف اس قابل نہ تھی۔ کہ اسے مورد الزام ٹھہرایا جاتا"

جس طرح پنجاب ہائی کورٹ نے رنگیلا رسول کے ناشر کو بری کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسی طرح الہ آباد ہائی کورٹ نے وچتر جیون کے مصنف کو قابل سزا قرار دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ "ملاپ" پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلہ کے آگے تو مسلمانوں کو سرنگوں ہونے کی تلقین کرتا ہے لیکن الہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ کے خلاف آواز اٹھاتا ہے۔ اور اسے درست نہیں سمجھتا۔ اگر اس کا یہ کہنا درست ہے۔ کہ ہائی کورٹ کے فیصلے ہیں ایسی ہی بے تعصب نگاہوں سے دیکھنے چاہئیں۔ تو وہ خود الہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ "وچتر جیون" کے متعلق اپنی بے تعصبی کا ثبوت دے۔ اور اعتراف کرے۔ کہ جو کچھ فیصلہ ہوا۔ بالکل صحیح اور درست ہے۔ اور پنڈت کالی چرن کو جو سزا دی گئی۔ وہ بالکل جائز اور ضروری تھی۔ پس "ملاپ" کو چاہیئے۔ کہ مسلمانوں کو یہ کہنے کی بجائے۔ کہ "رنگیلا رسول کا قصہ ختم کر دو" اور ہائی کورٹ کے فیصلہ کے آگے سرنگوں ہو جاؤ۔ ہندوؤں سے یہ کہے۔ کہ وچتر جیون کا فیصلہ درست تسلیم کر لو۔ اور پنڈت کالی چرن کے متعلق الہ آباد ہائی کورٹ نے جو فیصلہ کیا ہے۔ اس پر مہر تصدیق ثبت کر دو جسکی صورت یہ ہے۔ کہ پنڈت کالی چرن کے مجرم ہونے کا اعلان کیا جائے۔ اور اس بارہ میں اس سے کسی قسم کی ہمدردی نہ کی جائے۔

ایک حیاسوز کارٹون

اخبار سوراج دہلی مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۲۸ء کے پہلے صفحہ پر ایک کارٹون شائع کیا گیا ہے۔ جس میں ایک بے پردہ عورت کو دکھایا ہے۔ اور اس کے سامنے ایک نیم برہنہ شخص کھڑا ہے۔ اس کارٹون کا عنوان یہ ہے۔ "نئی تبلیغ کے حسن حیاسوز کی تمنا ضیا باریاں"

اس عورت کی پشت پر ایک شعر لکھا گیا ہے جو یہ ہے:۔

نوجوان سکھوں پہ واجب ہے دکھا کر حسن یار
میل اسلامی بڑھا دے کا یقیں عز و وقار

اور بہت سے دل آزار اشعار اس کارٹون میں ہیں۔

نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہندوؤں کی اخلاقی حالت دن بدن گر رہی ہے۔ اور ان کی طرف سے مسلمانوں کی دل آزاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہو رہا۔ لیکن مسلمانوں کو ایسی باتوں سے مشتعل نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ ان کو اپنے لئے تازیانہ سمجھ کر اپنی کوششوں میں اور اضافہ کرتے رہنا چاہیئے۔ تاکہ نہ صرف ہندوؤں کے گرے ہوئے اخلاق کے مقابلہ میں ان کے اخلاق اعلیٰ ثابت ہوں۔ بلکہ ہندوؤں کو ظلمت اور گمراہی سے نکال کر صراط مستقیم بھی دکھا سکیں۔ ہندو جسقدر زیادہ غلاظت مسلمانوں پر پھینکتے ہیں۔ اسی قدر اپنی اصلاح کی ضرورت جتا رہے ہیں پس مسلمانوں کو انکی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ عید اضحیٰ

عید کی قربانی میں تربیت اولاد کا سبق

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۱ جون ۱۹۲۷ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج کچھ آواز قدرتاً نیچی ہے - کیونکہ طبیعت اچھی نہیں - اور کچھ لوگوں کی آواز اونچی ہے - (مجمع میں عورتوں اور بچوں کا شور تھا) اسلئے میں نہیں کہہ سکتا - کہ سب دوستوں تک آواز پہنچ سکے گی یا نہیں - لیکن چونکہ

رسول کریم صلعم کی سنت

ہے - کہ عید کی نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے - اس لئے اس سنت کی اتباع میں مجھے خطبہ پڑھنا چاہیئے - خواہ آواز سب تک پہنچے - یا نہ پہنچے -

آج کا دن

اپنے اندر ایک خصوصیت رکھتا ہے - یہ دن یادگار ہے ایک نئے دور کی جو دنیا پر آیا - یہ دن یادگار ہے ایک نئے دور کی جس نے پہلے دور کو ختم کر دیا - یہ دن یادگار ہے ایک نئے آدم کی جس نے نئی قسم کی نسل جاری کی - یہ دن یادگار ہے اس آدم کی - جس کے ذریعہ

اہلی اصلاح کا کام

شروع ہوا - کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دور اہلی اصلاح کا دور ہے - حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو بڑی خصوصیتیں حاصل ہیں ایک یہ ہے - کہ ان کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کا نام رکھا جس کے سپرد آخری اصلاح دنیا کی رکھی گئی ہے - یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی بشارت کے لئے چنا - اور ان کے ذریعہ بتایا - کہ آئندہ

اسلام کا دور

ہوگا - اس طرح ایک تو خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذاتی قربانی کے لئے چنا - اور دوسری یہ خصوصیت ان کے لئے مقدر فرمائی - کہ ان کو اہلی قربانی کے لئے چنا - ان کو رؤیا میں دکھایا گیا - کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں - اور اکلوتے بیٹے کو ذبح کر کے خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرتے ہیں - حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس رؤیا کو عملاً پورا کرنا چاہا - کیونکہ اس زمانہ میں

انسانوں کی قربانی

عام تھی - اور جب تک نبی کوئی خاص حکم نہیں پاتا - اس وقت تک عام مروجہ باتوں کو ہی قبول کرتا ہے - چونکہ مذہب کے نام پر اس وقت تمام کے تمام مذاہب انسانی قربانی کے عادی تھے - اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سمجھا - اللہ تعالیٰ اسی قربانی کو تمام کرنا چاہتا ہے - اور مجھ سے بھی یہی چاہتا ہے - اس وجہ سے انہوں نے یہ مد نظر انداز کر دیا - کہ ۹۰ سال کی عمر میں ان کو بیٹا ملا تھا - انہوں نے چاہا - کہ اس بیٹے کو بھی خدا کی رضامندی کے لئے قربان کر دیں - مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں اور سبق دینا چاہتا تھا - اور وہ

عظیم الشان سبق

تھا - جس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے اب بھی مسلمان تباہ ہو رہے ہیں - لوگ اٹھتے ہیں - اور بکرے کی قربانی کر دیتے ہیں - مگر نہیں جانتے - کہ بکرے کی قربانی کس بات کی علامت ہے - اور خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا چاہا تھا -

میں نے اسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو قربانیوں کا ذکر کیا ہے - ان میں سے میں پہلے اس قربانی کو لیتا ہوں جس میں خدا تعالیٰ نے چاہا - کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ اپنی قدرت دکھائے اور ایک

عظیم الشان نشان

قائم کرے - اسوقت بالکل ممکن تھا - کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ ملک چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں چلے جاتے - اور اس طرح اپنی جان بچا لیتے - مگر انہوں نے ایسا نہ کیا - اور خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اپنی جان دینے کے لئے تیار ہو گئے - یہ اس وقت ہوا جب عراق میں ان کی قوم نے فیصلہ کیا - کہ ان کو جلا دیں - حضرت ابراہیم علیہ السلام بچپن سے ہی ایسی فطرت رکھتے تھے - جو توحید کی تائید میں اور شرک کے خلاف تھی - چنانچہ جب ان کے رشتہ داروں نے ان سے شرک کے متعلق مباحثہ کیا - تو انہوں نے سختی سے اس کا رد کیا - ان کا ایک

خاندانی بُت خانہ

تھا - اس سے عملی طور پر نفرت اور شرک سے بیزاری کے اظہار کے لئے انہوں نے اس طرح کیا - کہ بتوں کو توڑ دیا - یہ بت جس بت خانہ کے توڑے گئے - وہ کسی دوسرے کا نہ تھا - اگر دوسروں کا ہوتا - تو اس کا توڑنا جائز نہ ہوتا - یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کا تھا - اور انہیں ورثہ میں ملا تھا - اور چونکہ بڑا بیٹا ہی ہوتا ہے - اس لئے انسان کی ملک تھا - انہوں نے اس بت خانہ کو کہ جو ان کے لئے آمدنی کا ذریعہ اور عزت کا باعث تھا - توڑ دیا - جب انہوں نے بتوں کو توڑا - تو سارے ملک میں جوش پیدا ہو گیا - اور بادشاہ کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا - ملک کے دستور اور بادشاہ کے قوانین کے مطابق اس فعل کی سزا جلا دینا تھا -

تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے موقع تھا - کہ

بتوں کو توڑنے کے بعد

اس ملک سے باہر چلے جاتے - مگر وہ نہ گئے - حالانکہ جانتے تھے - ملک کے قانون کے مطابق اسکی سزا جلا دینا ہے - یہ ایک پرانی رسم تھی - کہ جو بتوں کی ہتک کرتا - اسے جلا دیا جاتا - کیونکہ بتوں کی ہتک کرنے کو ارتداد سمجھا جاتا - اور ارتداد کی سزا پرانے زمانہ میں یا تو جلانا تھی - یا سنگسار کرنا - چنانچہ یورپ میں جب پراٹسٹنٹ عقیدہ کے عیسائی پیدا ہوئے - تو انہیں مرتد قرار دیکر آگ میں جلایا جاتا تھا - اس کے مقابل میں ایشیا میں

سنگسار کرنے کا رواج

تھا - تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تھا - کہ بتوں کو توڑنے کی وجہ سے کیا سزا ہوگی - اور وہ وہاں سے بھاگ سکتے تھے - مگر خدا تعالیٰ چاہتا تھا - کہ نشان دکھائے - اسلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا ٹھہرو - اور وہ ٹھہرے رہے - اور اس طرح اپنے نفس کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو گئے - آخر ان لوگوں نے آگ جلائی - اور اس کے اندر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈال دیا - لیکن عین اس موقع پر بادل آیا - جس نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا - اور حضرت ابراہیم علیہ السلام صحیح سلامت نکل آئے - چونکہ بت پرست بہت وہمی ہوتے ہیں - اس لئے جب ادھر انہوں نے آگ جلائی - ادھر بادل آ گیا - اور آگ بجھ گئی - تو انہوں نے سمجھا - خدا کی مشیت یہی ہوگی - اس لئے انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑ دیا -

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذاتی قربانی تھی - اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں

ذاتی کمال

بخشے - اور وہ مقام عطا کیا - جسکی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام قیامت تک مٹ نہیں سکتا - اس کے بعد دوسری قربانی

اولاد کی قربانی

تھی - اس میں بھی حکمت تھی - اور وہ یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قبل تمدن قائم نہ ہوا تھا - اور اہلی زندگی کمال کو نہ پہنچی تھی - انسان کا کمال ذاتی اور شخصی زندگی تک تھا - حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ اہلی زندگی کا دور قائم کیا گیا - اس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رؤیا دکھائی گئی - جو یہ تھی کہ وہ بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں - اللہ تعالیٰ جانتا تھا - کہ ابراہیم اس کا

وفادار بندہ

ہے - جو کچھ اس نے دیکھا ہے - اسے پورا کر دے گا - مگر اس طرح وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک سبق دینا چاہتا تھا - جب انہوں نے لوگوں کے دستور کے مطابق اپنے بیٹے سے کہا - کہ میں تمہیں قربان کرنا چاہتا ہوں - اور بیٹا بھی اس کے لئے تیار ہو گیا -

تو خدا تعالیٰ نے کہا۔ یہ نہیں دُنبہ لو۔ اور اُسے ذبح کرو۔ وہ

بیٹے کی قربانی کا قائم مقام

ہوگا۔ اب یہ سیدھی بات ہے۔ کہ بیٹا اور دُنبہ برابر نہیں ہو سکتے۔ اگر کسی کو توفیق ہو۔ تو وہ ہزار دُنبہ بھی قربان کر دیگا۔ مگر بیٹا قربان نہ کریگا۔ پس دُنبہ بیٹے کا قائمقام نہیں۔ نہ ایک نہ دس نہ ہزار نہ لاکھ نہ دس لاکھ۔ ممکن ہے کسی کو توفیق نہ ہو۔ اور وہ ایک دُنبہ بھی اپنے بیٹے کی بجائے نہ دے سکے لیکن اگر توفیق ہو۔ تو مال کا آخری حبہ تک بھی دے دیگا۔ مگر بیٹے کو ذبح نہ ہونے دیگا۔ اگر ایک شخص دس لاکھ دُنبہ ذبح کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ تو وہ اسے اپنے لئے بہت آسان سمجھے گا۔ بہ نسبت اس کے کہ اپنے بیٹے کو ذبح ہوتے دے پھر ایک دُنبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے کس طرح ان کے بیٹے کا قائمقام بن گیا۔ وہ

مال دار انسان

تھے۔ ان کی ہزارہا بھیڑ بکریاں اور گائیں تھیں۔ اور ان کے مال کا یہ حال تھا۔ کہ ان کے ہاں اجنبی آتے ہیں۔ ان کے آگے بغیر پوچھے بچھڑا ذبح کر کے رکھ دیتے ہیں۔ اور وہ کھاتے ہی نہیں۔ ایسے انسان کے لئے ایک دُنبہ کیا ہستی رکھتا ہے۔ وہ تو کُتے کے پلے کے لئے بھی دُنبہ ذبح کر سکتے تھے۔ پھر ان کے لئے اسمٰعیلؑ کی خاطر دُنبہ ذبح کرنے میں کونسی مشکل تھی۔ اور اگر کوئی مشکل نہ تھی۔ تو

اسمٰعیل کے بدلے ایک دُنبہ

کس طرح قبول ہوا۔ بات یہ ہے۔ دُنبہ اسمٰعیلؑ کے بدلے ذبح نہیں ہوا۔ بلکہ اس میں اور حکمت تھی۔ اور وہ حکمت یہی تھی جس سے اصلی اور حقیقی زندگی کا دور شروع ہوا۔

عام طور پر انسان اولاد کو خوب کھلانا پلانا۔ اور اس کی خاطر کرتا ہے۔ جتنی زیادہ ناجائز محبت کرنے والے ماں باپ ہوتے ہیں۔ اتنی ہی زیادہ اُنہیں یہ فکر ہوتی ہے۔ کہ ان کے بچے خوب کھائیں۔ پیئیں۔ مگر یہ

حیوانوں والی زندگی

ہوتی ہے۔ اس طرح گویا وہ اولاد نہیں پالتے بلکہ دُنبہ پالتے ہیں کیونکہ دُنبہ کے لئے صرف کھانے پینے اور رہائش ہی کی فکر کرنی پڑتی ہے۔ اور بہت لوگ اپنی اولاد کی بھی اتنی ہی فکر کرتے ہیں۔ کہ اسے اچھا کھلائیں۔ اچھا پلائیں۔ اچھی رہائش ہو۔ اچھا کپڑا پہنائیں۔ یہ دُنبہ کی نسبت زائد بات ہوگی۔ کیونکہ دُنبہ کپڑے نہیں پہن سکتا۔ لیکن دیکھا ہے بعض لوگ دُنبوں کو بھی جھولیں پہناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رؤیا میں یہ دکھایا۔ کہ اسمٰعیل کو ذبح کرو۔ تو اس کا یہ مطلب تھا کہ اسمٰعیل میں جو

دُنبے کی خصلت

ہے۔ اُسے ذبح کرو۔ یہ نہیں۔ کہ اس کی انسانیت کی خصلت ذبح کر دو۔ خدا تعالیٰ نے بتایا۔ اے ابراہیمؑ ۹۰ سال کی عمر میں تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس لئے تمہاری خواہش ہوگی۔ کہ اُسے اچھا کھلاؤ۔ پلاؤ۔ ہر طرح اُسے آرام پہنچاؤ۔ لیکن اس طرح تو یہی ہوگا۔ جیسے دُنبہ پالا۔ اس سے کیا فائدہ ہوگا دنیا کو۔ اور اس سے کیا نفع ہوگا تمہارے خاندان کو۔ یہ ایک دُنبہ ہوگا۔ اور بس۔ اس لئے آج ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ دُنبہ کو ذبح کر دو۔ گویا انسانیت باقی رہے۔ اور دُنبہ پن ذبح ہو جائے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے اس حکم کو عملی جامہ اس طرح پہنایا۔ کہ دنیا سے الگ تھلگ ایک

وادی غیر ذی زرع

میں جہاں دُنبہ نہ بن سکے۔ حضرت اسمٰعیلؑ کو چھوڑ آئے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ اہلی زندگی کی اصلاح کی بنیاد رکھی گئی۔ اور بتایا گیا۔ کہ بیٹوں کو دُنبوں کی طرح نہ پالو۔ بلکہ ان کی روحانی تربیت کا خیال رکھو۔ چنانچہ جب خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا۔ کہ اسمٰعیل کی قربانی کرو۔ اور اس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام تیار ہو گئے۔ تو منع کر دیا۔ اس لئے اسمٰعیل کی قربانی نہ ہوئی۔ بلکہ

دُنبہ کی قربانی

کی۔ اور جب خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا۔ کہ اسمٰعیلؑ کی نسل میں نبوت رہے گی۔ تو یہ نتیجہ تھا دُنبہ کی قربانی کا۔ مطلب یہ کہ اگر اولاد کی اصلاح اور تربیت کا خیال رکھا جائیگا۔ اور اُسے دُنبہ کی طرح نہ پالو گے۔ بلکہ دُنبہ پن کو قربان کر دو گے۔ تو اس کے نتیجہ میں اس اولاد میں نبوت رہے گی۔ یہی وجہ ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت

رہنے کا وعدہ تھا۔ ورنہ یہ ظالمانہ وعدہ بن جاتا۔ اور اس طرح سمجھا جاتا ہے۔ کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد خواہ کیسی ہی ہو۔ اس میں نبوت رہے گی۔ اور دوسروں کو اس سے محروم رکھا جائیگا۔ اس کا مطلب یہی تھا۔ کہ اگر اولاد کی تربیت کے وقت تم محبت کے احساسات کو قربان کر دو گے۔ اس کے اندر اچھے اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کرو گے۔ اس کے آرام و آسائش کو اس لئے قربان کر دو گے۔ کہ خدا تعالیٰ کی محبت اس کے دل میں پیدا کرو۔ تو اس کے بدلے میں ہمیشہ اس میں نبوت رکھی جائیگی۔ اور اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ جس قوم کی نسل پاک ہو۔ اس پر

خدا کے فضل

نازل ہوتے ہیں۔

پس اگر تم بھی چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض تم پر اور تمہاری اولاد پر ہمیشہ نازل ہوتے رہیں۔ تو اپنی اولاد کو دُنبہ کی طرح نہ پالو۔ بلکہ اس کی روحانی اصلاح کی فکر کرو۔ خدا تعالیٰ کی محبت اس کے دل میں پیدا کرو۔ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی تڑپ اس میں پیدا کرو۔ اگر تم

اولاد کی اصلاح

کی طرف اس طرح توجہ کرو گے۔ اور حیوانوں کی طرح اس کی پرورش نہ کرو گے۔ بلکہ انسانوں کی طرح کرو گے۔ تو انسانیت اس میں مذہب کے طور پر قائم ہو جائے گی۔ اور جب یہ قائم ہو جائیگی۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل بھی نازل ہونگے۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا۔ کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بچہ کی قربانی کی۔ اور اسے وادی غیر ذی زرع میں رکھا۔ اور اپنی طرف سے اس کی تربیت کی پوری پوری تدبیر کی۔ تو خدا تعالیٰ نے اس کے بدلہ

آخری نبوت

جس کے بعد اور کوئی شرعی نبوت نہ تھی۔ اس کی نسل میں رکھی یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اسمٰعیل کی نسل میں سے پیدا ہوئے۔ جن کے بعد آپ کے خاندان سے باہر نبوت نہیں جا سکتی۔ پس جب خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا۔ کہ تمہاری اولاد میں نبوت رہے گی۔ تو اس کا مطلب یہی تھا۔ کہ تیری نسل میں سے وہ نبی آئیگا۔ جو

ساری دُنیا کی طرف

بھیجا جائیگا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں جو نبوت تھی۔ وہ چند خاندانوں میں تھی۔ اور باقی سب اس سے محروم تھے۔ کون کہہ سکتا تھا۔ کہ سب کو خدا تعالیٰ نے نبوت کے انعام سے اس لئے محروم رکھا۔ کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت رہے۔ بلکہ اس کا یہی مطلب تھا۔ کہ آخری شرعی نبی جو ساری دنیا کی طرف آئیگا۔ وہ ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہوگا۔ اور اس طرح سب کو نبوت کا فیض پہنچ جائیگا۔

پس یہ ہے

قربانی کی عید

کہا جاتا ہے۔ یہ دراصل اولاد کی قربانی کی عید ہے۔ جب بکرے اور دُنبے کی قربانی کی جاتی ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ ہماری اولاد جوان ہو کر دُنبے نہ بنے گی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی محبت اور الفت میں اپنے دُنبہ پن کو ذبح کر چکی ہوگی۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اولاد کو کھانا اچھا نہ دیں۔ کپڑا اچھا نہ دیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ ان کی زندگی کھانے پینے کے لئے نہیں بنائیں گے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واما بنعمة ربك فحدث۔ کہ خدا کی طرف سے جو نعمت ملے۔ اس کا اظہار کرو۔ پس

اظہار نعمت

منع نہیں۔ یہ منع ہے کہ اپنی زندگی اور اولاد کی زندگی ایسی نہ ہو۔ کہ اس میں انسانیت نہ رہے۔ اور حیوانیت ہی حیوانیت رہ جائے۔ مدنظر یہ بات ہونی چاہیئے۔ کہ جہاں اخلاق اور دینی تربیت کا سوال ہوگا۔ وہاں اولاد کے آرام و آسائش کا خیال نہیں کریں گے۔

اور خدا تعالیٰ کی شان اور عظمت ان کے دلوں میں بٹھانے کی پوری پوری کوشش کرینگے۔ جو لوگ ایسا کریں۔ ان کی اولاد نہیں بگڑتی۔ بد صحبت سے ہی بگڑے تو بگڑے۔ ورنہ نہیں بگڑ سکتی۔ اور اگر سارے مسلمان اپنی اولاد کی اصلاح کریں۔ تو پھر بڑی معیت ہی خدا رہے گی۔

میں نہایت اختصار کے ساتھ اس بات کی طرف اپنی جماعت کے لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس اہلی اصلاح کی طرف توجہ کریں۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ قائم ہوئی۔ اس کے بعد

محمدی دور

شروع ہوتا ہے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت ابراہیمؑ کا دور شروع ہوا۔ اور پھر محمدیت کا دور آیا۔ مگر ابھی تک لوگ آدمیت کا دور ہی طے کر رہے ہیں۔ حضرت آدمؑ کے وقت آدمیت کا دور شروع ہوا تھا۔ یعنی انسان کی ذاتی اصلاح کا دور۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دور آیا۔ جو اہلی اصلاح کا دور تھا۔ یعنے اپنے اہل کی اصلاح کا فکر کرنا۔ پھر محمدی دور آیا۔ جو

ساری دنیا کی اصلاح

کا دور ہے۔ مگر افسوس ہے۔ ابھی تک اہلی دور بھی طے نہیں ہوا۔ بہت لوگ ہیں۔ جو اپنے بچوں کی دینی اصلاح کو مدنظر نہیں رکھتے۔ ایسے بچوں کی پھر ضرورت ہی کیا ہے۔ ان کی بجائے دُنبے پال چھوڑو۔

پس میں اپنی جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنی اولاد میں

اخلاق حسنہ اور قومی روح

پیدا کریں۔ اور اُنہیں دین کے خادم بنائیں۔ اس وقت سے زیادہ کبھی اسلام کو خادموں کی ضرورت نہیں پڑی۔ آج بہت نازک حالت ہے۔ تمام دنیا اسلام کے خلاف کھڑی ہے۔ اگر ہماری اولاد کے دلوں میں اسلام کی محبت اور الفت نہ ہوگی۔ وہ اسلام کی شیدائی نہ ہوگی۔ تو ہماری ساری کوششیں ضائع ہو جائیں گی۔ اور دشمن اپنے انتظام کی قوت اور زور سے مسلمانوں کو اس طرح اُڑا دیگا۔ جس طرح آندھی خس وخاشاک کو اُڑا لے جاتی ہے۔ ایسی حالت میں

اسلام کی حفاظت

کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم اپنی اولاد میں اسلام کی محبت پیدا کریں۔ پہلے زمانہ میں انسانوں کی جو قربانی کی جاتی تھی۔ وہ غلط فہمی کا نتیجہ تھا۔ اس وقت اس سے مراد یہ تھی۔ کہ انسانی جذبات کی قربانی کی جائے۔ ان کو مار دیا جائے۔ اس طرح انسانوں کی تربیت کی جاتی تھی۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت خدا تعالیٰ نے اس طریق کو بدل دیا۔ اور پھر یہ رکھا۔ کہ بہیمیت بھی کچھ قائم رکھی جائے۔ اور باوجود اس کے

اخلاق کی نگرانی

کی جائے۔ یہ اعلیٰ درجہ کی ترقی کا دور تھا۔ مگر افسوس ہے ہماری جماعت کے لوگ اولاد کی تربیت کی طرف ابھی تک پوری طرح متوجہ نہیں ہوئے۔ حالانکہ دشمن کا مقابلہ کرنے اور اس کو شکست دینے کا یہی ایک مستقل ذریعہ ہے۔ اگر اس کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ تو عارضی کوششوں سے ہم دشمن کو زیر نہ کر سکیں گے۔ اس وقت میں قادیان کے دوستوں کو اور باہر کے دوستوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنی اولاد میں ایسی روح پیدا کریں۔ کہ اسلام کی محبت اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اس کے ذرے ذرے سے ظاہر ہو۔ وہ اسلام کے لئے اس قدر مضبوط ہو۔ کہ دشمن کے وار اس پر اس طرح پڑیں جس طرح پہاڑ سے لہر ٹکراتی ہے۔

میں جوش میں اتنا بول گیا ہوں۔ ورنہ آج صبح سے یہ حالت تھی۔ کہ اسہال کی وجہ سے اُٹھ بھی نہیں سکتا تھا۔ میں

دُعا

کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق دے۔ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے ماتحت اولاد کی قربانی کر کے ان فیوض کو حاصل کریں۔ جو ابراہیمی قربانی کے نتیجہ میں مل سکتے ہیں۔ اور آئندہ کے تمام فیوض مسلمانوں کے لئے مخصوص ہو جائیں۔ ہماری نسلیں عام اخلاق بھی ایسے اعلیٰ دکھائیں۔ کہ لوگ محسوس کریں۔ سوائے اسلام کے کہیں نجات نہیں ہے۔

سرگودھا میں اتحاد بین المسلمین پر لیکچر

۸ر جون کو مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری مولوی فاضل اور چودھری حاکم علی صاحب یہاں تشریف لائے۔ دوسرے دن شام کے بعد ½ ۹ بجے کے قریب امام بارہ میں زیر صدارت جناب حافظ عبد العلی صاحب وکیل تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مولوی اللہ دتا صاحب نے (۱) غیر مسلموں کے مقابلہ پر مسلمان ایک ہو جائیں۔ اور (۲) چھوت چھات پر عمل کریں۔ پر لیکچر دیا۔ مولوی صاحب نے نہایت فصاحت اور بلاغت سے عالمانہ تقریر کی اور خوب وضاحت سے سمجھایا۔ کہ ہم کس طرح اختلاف رکھتے ہوئے اشتراک فی العمل کر سکتے ہیں۔ چھوت چھات کے مسئلہ کو ایسا عمدہ اور مؤثر پیرایہ میں پیش کیا۔ کہ سامعین ان نقصانات کو جو چھوت چھات کے صدقہ ہم کو پہنچ رہے ہیں سنکر دست تاسف ملتے تھے۔ لیکچر اس قدر مؤثر تھا۔ کہ سامعین کی زبان سے جزاک اللہ۔ سبحان اللہ کے الفاظ نکل رہے تھے۔ لیکچر نہایت امن اور خیر وخوبی سے ختم ہوا۔ جلسہ کے خاتمہ پر مولوی عبد اللہ صاحب جنرل سکرٹری نے شیعہ صاحبان کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے مہربانی سے امام بارہ میں لیکچر کے واسطے خوشی سے اجازت دی۔ نیز ہم قریشی علم دین صاحب کلرک آف دی کورٹ کے ممنون ہیں۔ کہ جن کی کوشش سے اس جلسہ کا انعقاد ہوا۔

(احقر محمد سعید سکرٹری دعوۃ و تبلیغ انجمن احمدیہ سرگودھا)

پٹیالہ میں باہمی اتحاد پر لیکچر

۱۲ر جون ۱۹۲۷ء کو مسجد شیخ لستان علی صاحب وکیل دروازہ سیف آبادی پٹیالہ میں رات کے دس بجے مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل کا لیکچر مسلمانوں کے باہمی اتحاد واتفاق پر ہوا۔ جملہ فرقہ ہائے اسلام کے سکرٹریوں اور معزز اشخاص کو بذریعہ رقعہ اطلاع دی گئی تھی جو تشریف لائے۔ ضرورت اتحاد کو تسلیم کرتے ہوئے مولوی عبد العزیز صاحب نائب سکرٹری انجمن ہدایت بے نمازاں نے بڑی پُرزور تحریک کی اور اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ اور مسلمانوں سے سودا لینے کی تحریک کی جس پر یہاں عمل جاری ہو رہا ہے۔ جناب مولوی حشمت اللہ صاحب مفتی شہر نے جن کو خاکسار ان کے مکان پر ملا۔ ضرورت بالا کو تسلیم کرتے ہوئے ظاہر کیا۔ کہ اس کے متعلق ہم خطبہ عید وجمعہ میں تحریک کر چکے ہیں۔ (محمد حسین سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ پٹیالہ)

خریداران الفضل مطالعہ فرمائیں

خدا تعالیٰ کے فضل سے یکم جولائی کو نئی جلد الفضل کی شروع ہونے والی ہے۔ چونکہ الفضل کا اجراء شروع جولائی میں ہوا تھا۔ اس لئے اس موقعہ پر اکثر احباب کرام کا چندہ ختم ہو جایا کرتا ہے۔ چنانچہ ایسے سب اصحاب کے نام جن کی تعداد ڈیڑھ سو سے متجاوز نہ ہوگی۔ سالانہ وی پی ہونگے۔ ان کی وصولی کے لئے تیار رہیں۔ بلکہ اس لئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا فرمایا ہوا درس القرآن باقاعدہ ہفتہ وار شائع ہوا کریگا۔ اس لئے اپنے ساتھ دوسرے دوستوں کو بھی الفضل کی خریداری کے لئے تیار کریں۔ تا وہ اس نعمت غیر مترقبہ سے مستفید ہو سکیں۔ درس القرآن کے اضافہ سے الفضل کے اخراجات میں قریباً دو ہزار روپیہ سالانہ کا اضافہ ہو جائیگا۔ لیکن ہم نے سردست قیمت سالانہ میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ اس امید پر کہ پانچ چھ سو خریدار بڑھ جاینگے۔ اس لئے احباب کو خاص طور پر توسیع اشاعت کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ تا یہ سلسلہ اسی قیمت میں جاری رکھا جا سکے۔

(ناظم طبع واشاعت)

ضرورت

”ورنیکلر مڈل پاس کی ضرورت ہے۔ فوراً درخواستیں دفتر ہذا میں بھیجدیں“

(ناظر امور عامہ قادیان)

کھدر سازی اور کھدر پوشی

میری عدم موجودگی میں ۱۰ جون کے الفضل میں ایک نوٹ شائع ہو جس کے بعض الفاظ سے کھدر کے رواج اور کھدر پوشی کی مذمت نکلتی ہے چونکہ کھدر کا استعمال اگر سادگی کی غرض اور کفایت شعاری کی نیت سے کیا جائے جسکی اس زمانہ میں مسلمانوں کو سخت ضرورت ہے - تو نہایت مفید ہے - اس لئے اس نوٹ کے مفہوم کی اصلاح کیلئے حسب ذیل مراسلت درج کی جاتی ہے - (ایڈیٹر)

جہاں تک میں نے غور کیا ہے - مجھے کوئی ایسی بناء نظر نہیں آتی - جس پر ہم تحریک کھدر پر مخالفانہ جرح کریں - کیونکہ حالات حاضرہ کا پاس رکھتے ہوئے ہمیں تحریک کھدر میں مضرت کا پہلو بہت کم نظر آتا ہے - برخلاف اس کے ہندوستانی نقطۂ نگاہ سے یہ بہت ہی منفعت بخش ہے -

اقتصادی رنگ میں ہندوستانی اور خاص کر مسلمان بہت گر چکے ہیں - اور معیشت کی تنگی کا دیو ہر لحظہ ہمارے پیش نظر ہے - پس جو تحریک بھی اس ملک کے اقتصادیات کی اصلاح اور ترقی کے لئے ہو - ہمیں شگفتہ مزاجی سے اس کا خیر مقدم کرنا چاہیئے - مجھے الفضل میں یہ پڑھکر بہت ہی تعجب ہوا کہ کھدر پوشی اور کھدر سازی دنیا کی ترقی کو معکوس کرنا چاہتی ہے -

اگر روپیہ کی بچت سے اور اپنی صنعت کے ہونے سے تنزل پیدا ہوتا ہے - تو ہزار بار پیدا ہو -

ہم ہندوستانی اعلےٰ قسم کے سوٹ نہ پہنیں گے - نہ سہی - جو روپیہ بچ رہیگا - تعمیری کام میں لگایا جائے گا - جب ہمارے تعمیری کام استوار اور ترقی پذیر ہو جائیں گے - ہمارے بدن خود بخود عمدہ لباس پوشاکوں سے سج جائیں گے -

ہندوؤں سے کھانے پینے کی چیزیں نہ خریدنے میں ہمیں بہت قربانی کرنا پڑیگی - تکالیف بھی ہوں گی - کئی چیزیں جو مسلمانوں سے دستیاب نہیں ہو سکتیں - ان کے استعمال سے بچنے کے لئے ہمیں پوری پوری کوشش سے کام لینا پڑیگا - اور بھی کئی رنگ کی مشکلات سے سامنے ہوگا - مگر کون نہیں جانتا - کہ انہی تنگیوں میں ہماری حیات کا راز پنہاں ہے - ہندوستان کو اقتصادی آزادی دلانے کے لئے کچھ نہ کچھ جدوجہد چلی جارہی ہے - میں سمجھتا ہوں - تحریک کھدر بھی ایک ذریعہ حصول اقتصادی آزادی کا ہے - ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں - کہ اس تحریک کے اکثر حامیوں میں استقلال اور اخلاص کی کمی ہے - مگر حالات کو پیش رکھتے ہوئے خود تحریک کے خلاف ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ٭

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے متعدد بار اس امر پر زور دیا ہے - کہ ہماری جماعت کو اس شعبہ کی طرف عملاً توجہ پھیرنی چاہیئے - ہندوستان کیوں غریب ہوا؟ زیادہ تر اس وجہ سے کہ اس کی صنعت و حرفت پر کاری زخم لگا کر اسے نکما کر دیا گیا -

ہم اخبارات میں دیکھتے ہیں - کہ ریاست میسور اپنی ملکی صنعت و حرفت کی ترقی میں قریباً تمام ریاستوں سے پیش پیش رہی ہے - بہت سی چھوٹی اور بڑی چیزوں کی فیکٹریاں اس نے کھول رکھی ہیں - اسلئے ہمیں اس راجہ کو زیرک کہنا چاہیئے - کہ وہ خود اس کام میں گہری دلچسپی کا اظہار کرتا ہے الناس علیٰ دین ملوکھم اور نہیں تو اسکی ریاست کے بسنے والے تو ہندوستان کی بنی ہوئی اشیاء کو ترجیح دیں گے ٭

(خاکسار ناصر علی از سنور کوٹلہ)

حضور ملک معظم و سفراء عالم سے اپیل

پانی پت میں ماتمی عید

پانی پت - ۱۰ ذوالحجہ ۱۳۴۵ہجری - آج عید ماتمی منائی گئی - صوفی صاحب اور ان کے چند مخلص احباب سرتاپا سیاہ پوش تھے - عید گاہ میں حسرت و یاس برس رہی تھی - ہر مسلمان رنجیدہ تھا - نماز سے قبل مندرجہ ذیل تار پڑھکر سنایا گیا جسکے حرف بحرف سے تمام حاضرین نے اتفاق کیا -

بحضور ملک معظم - وزیر اعظم - وزیر ہند - سفیران ٹرکی - کابل - ایران فرانس - امریکہ - اٹلی - چین - جاپان اور جرمنی - لندن -

حکومت پنجاب قربانی جیسے مذہبی شعار میں دو سال سے مداخلت کر رہی ہے - مسلمانان پانی پت نو سو سال سے اس مسئلہ میں آزاد تھے - عید اضحیٰ جیسا مقدس تہوار اس سال بھی ماتمی طریقہ سے منایا گیا - اور فریضہ قربانی کو مسلمانوں نے دیگر شہروں میں جا کر ادا کیا - اسلئے کہ حکومت نے مذہبی آزادی کے اس عہد نامہ کو توڑا ہے - جو ہمارے اور تاج برطانیہ کے مابین ملکہ وکٹوریا آنجہانی کے اعلان سے قائم تھا ٭

صوفی اقبال - سکرٹری انجمن اسلامیہ پانی پت - پنجاب

(از نامہ نگار پانی پت)

بچوں کی چوسنی

بچوں کے منہ میں جو ربڑ کی چوسنی دے دی جاتی ہے - اس کے متعلق میکسیکو کی حکومت نے حکم جاری کر دیا ہے - کہ نہ ایسی چوسنی اس ملک میں بنائی جائے اور نہ باہر سے کوئی لاکر فروخت کرے - تحقیقات ہوئی ہے کہ اس دینے سے بچے کے منہ میں جو تھوک کی گلٹیاں ہوتی ہیں - وہ کمزور ہو کر ہاضمہ میں نقص پیدا ہو جاتا ہے - دانت ٹیڑھے ہو جاتے ہیں اور منہ کا اوپر کا حصہ اونچا ہو جاتا ہے ٭

"رنگیلا رسول" کے متعلق

مسلمانوں کے وفد کو گورنر پنجاب کا جواب

لاہور کے سربرآوردہ مسلمانوں نے ہز ایکسیلنسی گورنر کی آمد کے موقع سے فائدہ اٹھا کر "رنگیلا رسول" کے فیصلہ کی نظر ثانی کے سلسلہ میں عدالت عالیہ کی رائے کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا - اور بتایا - کہ اس کا مسلمان قوم پر کیا اثر پڑا ہے - یہ وفد سر عبد القادر کے زیر قیادت بار یاب ہوا - اس میں خان سعادت علی خان - خان بہادر شیخ انعام علی - مرزا یعقوب بیگ - مولوی غلام محی الدین - ملک محمد حسین - مولوی غلام مرشد اور مسٹر عبد العزیز شامل تھے - وفد کی عرضداشت کے جواب میں ہز ایکسیلنسی نے حسب ذیل تقریر کی -

"انتظامی حکومت کے لئے عدالتی فیصلوں کے متعلق اور خصوصاً جبکہ وہ فیصلے عدالت عالیہ نے صادر کئے ہوں - اپنی رائے کا اظہار کرنے میں محتاط رہنا اشد ضروری ہے - لیکن "رنگیلا رسول" کے فیصلہ پر اس قدر بحث و تمحیص ہو چکی ہے - اور اس کے متعلق حکومت کے رویہ سے اس قدر دلچسپی کا اظہار کیا جا رہا ہے - کہ میں اس موقع پر آپ کی باتیں سننے اور اس کے متعلق گفتگو کرنا مناسب خیال کرتا ہوں -

ہماری قانون ساز مجالس نے دیگر مجالس کی طرح ایسی کتابوں کی اشاعت ممنوع قرار دینے میں کوتاہی سے کام نہیں لیا جو مخرب اخلاق ہوں - یا جن میں عام طور پر مذہب پر حملے کئے گئے ہوں - انہوں نے ایسی کتابوں کی اشاعت کو مستوجب سزا قرار دینے کے لئے دفعات رکھدی ہیں جو مختلف جماعتوں کے درمیان نفرت و عداوت کے جذبات کی محرک ہو سکتی ہوں - میرا یہ کہنا شاید الفاظ کی عمومی حیثیت رکھتا ہو - تاہم میں کہوں گا - کہ جب ۱۸۹۶ء میں دفعہ ۱۵۳ الف امپیریل کونسل میں بحث کے لئے پیش کی گئی تھی - تو اسوقت صاف طور پر تسلیم کر دیا گیا تھا - کہ اس قانون کے وضع کرنے کا مقصد مذہبی اختلافات کی ایسی مجرمانہ اور اشتعال انگیز نمائش کا انسداد ہے - جس سے سکون عامہ میں خلل پیدا ہو جانیکا احتمال ہو -

آج اس معترض کے اعتراضات کو پڑھنا دلچسپی کا موجب بھی ہے - اور یاس انگیز بھی ہے جس نے اس وقت اس دفعہ کی مخالفت کی تھی - وہ معترض اس دفعہ کی خوبیوں اور اس کے نیک مقاصد کا منکر نہ تھا - بلکہ وہ اس دفعہ کو غیر ضروری خیال کرتا تھا - کیونکہ اس کے خیال میں دفعات از ۲۹۵ تا ۲۹۸ ایسے جرائم کو مستوجب سزا قرار دینے کے لئے کافی تھیں - اور اس کا خیال تھا - کہ ہندو اور مسلمان عموماً صلح و آشتی سے رہتے ہیں - اور ایسی دفعہ کی ضرورت پیش نہیں آئیگی - وہ معترض ابھی تک زندہ ہے - میں ڈرتے ڈرتے اس خیال کا اظہار کرتا ہوں - کہ واقعات کی رو نے اسے اس بات کا قائل کر دیا ہوگا - کہ

مستقبل کے متعلق اس کا اعتماد صحیح نہ تھا۔ آج ایسے اشخاص بہت کم نظر آئیں گے۔ جو یہ کہہ سکیں۔ کہ اس طرح کی دفعہ کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے۔ اب اس امر میں کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ کہ کسی مذہب کے بانی یا کسی قوم کی مذہبی تاریخ یا روایات سے تعلق رکھنے والی شخصیت کے خلاف خاص قسم کے حملے کئے جانا غصہ و رنج پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ اور چونکہ غصہ و رنج پیدا کرتا ہے۔ اس لئے سکون عامہ میں خلل پیدا کرنے کا محرک ہوا کرتا ہے۔ تاہم یہ امر نہایت واضح ہے۔ کہ مجالس وضع قوانین سے کبھی یہ توقع نہیں کی جا سکتی۔ کہ وہ ایسے حملوں کا کلی امتناع کر دے۔ اور وہ مذہبی تاریخ کے مسائل پر سچی تلی رائے کے اظہار کو خواہ وہ کتنی ہی معترضانہ کیوں نہ ہو۔ روک نہیں سکتی۔ جہاں امن و سکون عامہ کا تحفظ ہمارا فرض ہے وہاں تاریخی یا مذہبی حقیقت تک پہنچنے کے لئے مباحثہ و مناظرہ کی آزادی کا برقرار رکھنا اور اس عموی کی عزت کرنا بھی ضروری ہے۔ مجھے ملے اعتراضات بھی تمام و کمال ہجو سے خالی نہیں ہو سکتے۔ تاہم قانون ساز مجالس اس تمسخر اور تضحیک کا انسداد ضرور کرے گی۔ جو عمداً کیا گیا ہو۔ پس جرم کا زیادہ تر انحصار لکھنے والے کی نیت پر ہے۔ ایک منتظم کے نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو بہر حال تسلیم کرنا پڑے گا کہ بعض قومیں اپنے مذہب کے بانی اور دیگر برگزیدہ شخصیتوں کو اس قدر احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہیں کہ ان کے سوانح حیات پر قلم اٹھانے یا ان کی تعلیمات پر اعتراض کرنے کے لئے جو زبان استعمال کی جائے۔ وہ نہایت احتیاط سے منتخب کرنی چاہیئے۔ جو شخص مذہبی اعتراضات میں اس احتیاط کو فراموش کر دیتا ہے۔ وہ اچھا شہری نہیں۔ اور پبلک کو حق حاصل ہے کہ ایسے شخص کی خبرگیری کی قوت کے [illegible] مجالس وضع قانون سے مطالبہ کرے۔

یہ وہ نقطۂ نگاہ ہے۔ جو ہم نے ہندوستان میں اختیار کر رکھا ہے۔ اور میرے خیال میں میری اس تمہید کی مخالفت کی جرأت کسی کو نہ ہو گی۔ آپ نے توجہ دلائی ہے۔ کہ "رنگیلا رسول" میں ایسے فقرات و تضحیکات موجود ہیں۔ جو بانیٔ اسلام (فداہ ابی و امی) کی شان میں بقول عدالت عالیہ توہین آمیز اور شرارت آمیز ہیں۔ اس لئے اس کتاب پر تعزیر کھجا از بس لازم ہے۔ جیسا کہ میں ابتدا میں کہہ چکا ہوں۔ لیکن عدالت عالیہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ قانون جیسا بھی ہے۔ ایسی تعزیر کھینچنے کا اہل نہیں۔ مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ جب ہم نے عدالت عالیہ کے اس فیصلہ کو دیکھا۔ تو ہمیں بڑی فکر دامنگیر ہوئی۔ کیونکہ ہم نے سوچا کہ اس قسم کی مذہبی مخالفت کی کتابوں کو بلا تعزیر چھوڑ دیا گیا۔ تو پبلک کے سامنے لامحدود مشکلات کا ایک نیا باب کھل جائے گا۔

صرف یہی نہیں۔ مقدمہ کے اصطلاحی پہلو خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ ہمارے لئے یہ امر نہایت ضروری تھا کہ ہم ان لوگوں سے ہمدردی کریں۔ جن کو اس حملہ سے سخت اور بقول عدالت عالیہ جائز طور پر صدمہ پہنچا تھا۔ اور جن کو اس فیصلہ کے بعد یہ خیال پیدا ہو رہا تھا۔ کہ اس قسم کے بلکہ شدید ترین حملوں کی تکرار کو روکنے کیلئے نہ تو ان کے پاس اور نہ حکومت کے پاس کوئی قانونی حربہ ہے۔ پھر ہمارے اپنے نقطۂ نگاہ سے بھی فیصلہ ایسے نتیجہ پر پہنچا۔ جو نہ صرف ہمیں انتظامی مشکلات میں الجھا رہا تھا۔ بلکہ قانون کی تصریح کے لئے اس نے جدید اساس قائم کر دی تھی۔

ان حالات میں ہمارا پہلا کام یہ تھا۔ کہ ہم اپنے قانونی مشیروں سے مشورہ کریں۔ کہ آیا کوئی ایسا طریق کار بھی ہے۔ جس پر چل کر ہم اس فیصلہ پر عدالت عالیہ میں یا پریوی کونسل میں از سر نو نظر ثانی کرا سکتے ہیں۔ شاید آخری فیصلہ ہمارے اس نقطۂ نگاہ کے مطابق ہو۔ جس کی رو سے ہم نے مقدمہ چلایا تھا۔ اگر اس قسم کی نظر ثانی کی کوئی صورت نہیں۔ یا ایسی نظر ثانی بھی حسب منشاء نتیجہ برآمد نہ کرا سکے گی۔ تو صاف ظاہر ہے کہ ہمارے لئے قانون میں ترمیم کرانے کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ اور یہ وہ طریق کار ہے۔ جس کی تجویز خود فاضل جج نے کی ہے۔

ابھی ہم اس مسئلہ پر غور ہی کر رہے تھے۔ کہ ہم نے عدالت عالیہ الہ آباد کے فیصلہ کو دیکھا۔ جو اس نے ڈسٹرکٹ جج جیون کے متعلق صادر کیا تھا۔ یہ مقدمہ بھی بعینہٖ "رنگیلا رسول" کے مقدمہ کا سا تھا لیکن اس مقدمہ کا فیصلہ عدالت عالیہ پنجاب کے فیصلہ سے مختلف نکلا۔ اس بات نے ہمارے اس خیال کو اور بھی تقویت دی۔ کہ مؤخر الذکر کے فیصلہ پر نظر ثانی کرائی جائے۔ اور یہ توقع پیدا ہو گئی۔ کہ ہم اس اصول کو قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ جس پر ہم سوچ بچار کر رہے ہیں۔ اور اپنے قانونی مشیروں سے مشورہ کرنیکے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہمارے لئے بہترین طریق یہ ہے کہ ہم "رنگیلا رسول" کے مقدمہ میں اس بات کو نہ اٹھائیں۔ بلکہ جب اسی نوع کا کوئی دوسرا مقدمہ پیش ہو۔ تو اس مسئلہ کو اٹھایا جائے۔ یعنی ایسے مقدمہ میں جو اسی اصول اور معیار پر چلایا جائے۔ جس پر یہ مقدمہ کھڑا کیا گیا تھا۔ جیسا کہ آپکو معلوم ہے۔ گزشتہ چند روز کے اندر اندر ہمیں پھر ایک ایسے ہی مقدمہ سے سابقہ آن پڑا ہے۔ اور چونکہ رسالہ "ورتمان" کا مقدمہ عدالت میں آنے والا ہے۔ اس لئے میں اس کے مالہ و ماعلیہ کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ اتنا ضرور کہونگا۔ کہ اس مقدمہ نے ہمیں اس امر کا موقع ہم پہنچا دیا ہے۔ کہ ہم قانون کی تصریح کے معاملہ کا امتحان کر سکیں۔ کہ آیا کون سی تصریح ہو سکتی ہے۔ یا کی جا سکتی ہے۔ پبلک کے مفاد کا مطالبہ یہ ہے۔ کہ ہم اس قانون کی تصریح کے متعلق عدالت سے آخری اور قطعی فیصلہ لینے کے لئے انتہائی کوشش کریں۔ اس مقدمہ کا نتیجہ یہ فیصلہ کر دیگا۔ کہ آیا ہمارے لئے موجودہ قانون ہی کافی ہے۔ یا ہمیں اس میں ترمیم کرنے کے لئے مجلس وضع قوانین تک جانا پڑیگا۔

ورتمان کے مقدمہ کی کارروائی ۱۷ر جون بعدالت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر شروع ہو چکی ہے۔ چند گواہوں کے بیانات ہونے کے بعد مقدمہ کی سماعت ۲۲ر جون پر ملتوی ہو گئی۔

سوامی شردھانند کے واقعہ قتل

کو بہانہ بنا کر ان دنوں آریوں اور ہندوؤں نے ارادہ کر لیا ہے ۔ کہ ہندوستان کے سات کروڑ کلمہ گو مسلمانوں کو اسلام سے مرتد کر کے ہندو بنا لیا جائے ۔ تاکہ خدا اور اس کے پاک رسول کا ایک بھی نام لیوا اس ملک میں باقی نہ رہے ۔ اور یہ ایسی خوفناک اور دہلا دینے والی تحریک ہے ۔ کہ جس کا مقابلہ ہر ایک توحید پرست مسلمان کو پوری قوت اور طاقت سے کرنا چاہیئے ۔ اور اس کا صحیح علاج یہ ہے ۔ کہ اسلام کے شیدائی ۔ جہاں تک ان سے ممکن ہو ۔ مندرجہ ذیل کتابیں خرید کر نہ صرف خود پڑھیں ۔ بلکہ دوسروں کو بھی پڑھائیں ۔ تاکہ وہ اپنے پیارے مذہب سے واقف ہو کر نہ صرف فتنہ ارتداد سے بچ جائیں ۔ بلکہ دوسروں کو بھی اسلام کا گرویدہ بنانے اور انہیں اپنے ساتھ ملانے پر قادر ہو سکیں ۔

تصانیف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

رد تناسخ اس میں مسئلہ الہام اور قدامت روح مادہ پر محققانہ بحث کی گئی ہے ۔ قیمت ۳ ر

براہین احمدیہ اس میں صداقت اسلام ۔ قرآن ۔ اور حضرت نبی کریم کی صداقت و منجانب اللہ ہونے پر نہایت ہی لاجواب طرز پر بحث کی گئی ہے ۔ بلکہ ادیان باطلہ کی تردید میں بھی بہت سی ناقابل تردید دلائل مرقوم ہیں ۔ ممکن نہیں ۔ کہ اس کتاب کو پڑھ کر متعصب سے متعصب غیر مسلم بھی اسلام کی صداقت کا قائل نہ ہو ۔ ہر خواہاں اسلام پر فرض ہے ۔ کہ وہ اس لطیف تصنیف سے غیر مسلموں کو روشناس کرائیں ۔ بڑی تختی کے تقریباً چھ سو صفحات کی تصنیف کی قیمت اصل لاگت سے بھی کم ۔ یعنی صرف عہ ۔ دو روپے آٹھ آنہ ہے ۔

نسیم دعوت اس اسم با مسمی کتاب میں حضور پر نور نے جہاں یہ بتلایا ہے کہ تبدیل مذہب کیلئے کس قدر علم کی ضرورت ہے ۔ وہاں اسلام کی صداقت پر بھی بہت سی براہین قاطع رقم فرمائی ہیں ۔ اور ساتھ ہی وید اور ویدک اصولوں کا بھی زور دار کھنڈن فرمایا ہے ۔ حجم قریباً ۱۰۰ صفحہ ۔ قیمت صرف ۶ ر

سرمہ چشم آریہ اس شہرہ آفاق تصنیف میں سیدنا حضرت مسیح موعود نے معضلہ ذیل مضامین پر عجیب انداز میں روشنی ڈالی ہے ۔ اور دلائل و براہین اسلام کی صداقت اور سناتن کے اصولوں کی بطالت کو ظاہر و ثابت کر دیا ہے ۔ معجزات قرآنیہ ۔ ایمان ۔ ایقان ۔ عرفان ۔ انسان عقل اور الہام ۔ معجزہ شق القمر ۔ روحوں کا حادث و مخلوق ہونا ۔ نجات ۔ تناسخ ۔ اسلامی خدا اور ویدوں کے پیش کردہ ایشور کی صفات پر لطیف بحث ۔ حجم قریباً اڑھائی سو صفحہ ۔ مگر قیمت صرف عہ ۔ احباب اس نادر اور لاجواب کتاب کو خرید کر ضرور مستفید ہوں ۔

شحنہ حق حضرت اقدس نے اس نادر تصنیف میں جہاں آریوں کے اعتراضوں کا جواب رقم فرمایا ہے ۔ وہاں وید اور ویدک دہرم کی اصل حقیقت کو آفتاب نیمروز کی طرح واضح کر دیا ہے ۔ احباب کو چاہیئے ۔ کہ اس زبردست اور لاجواب تصنیف کو بکثرت خرید یں اور غیروں تک پہنچائیں ۔ حجم تقریباً ۱۲۰ صفحہ ۔ قیمت صرف ۸ ر

چشمہ معرفت یہ ضخیم تصنیف اس قابل ہے ۔ کہ ہر ایک مسلمان کے پاس اس کا ایک ایک نسخہ ضرور ہونا چاہیئے ۔ اس میں حضرت اقدس نے نہ صرف اسلام ۔ قرآن کریم ۔ اور حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت و حقانیت پر بے نظیر دلائل تحریر فرمائے ہیں ۔ بلکہ آریوں کے ان تمام بڑے بڑے اعتراضوں کا بھی جواب رقم فرمایا ہے ۔ جو عام طور پر اسلام اور قرآن کریم اور نبی کریم صلعم پر کئے جاتے ہیں ۔ علاوہ ازیں ان شرائط پر بھی تیز روشنی ڈالی ہے ۔ جو آریوں کی طرف سے وید کے الہامی ہونے کے لئے پیش کی جاتی ہیں ۔ ہر ایک وہ شخص جو اسلام اور ویدک دہرم کی تعلیم کا مقابلہ و موازنہ کر کے صداقت کو معلوم کرنا چاہتا ہے ۔ اس دُر بے بہا کو ضرور ہی خرید ے اور پڑھے ۔ ضخامت ۴۳۲ صفحات ۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ اور قیمت صرف عہ ۔ دو روپے آٹھ آنہ ۔

سناتن دہرم اس میں آریہ سماج کے مسائل نیوگ ۔ تناسخ وغیرہ پر بحث ہے ۔ قیمت ا ر

آریہ سماج کی تردید میں دیگر کتب

مشین گن ویدک الہام کے متعلق دس اعتراض ۔ قیمت عہ

تارپیڈو چھوت چھات کے متعلق مسلمانوں کو جو کرنا چاہیئے ۔ اس میں وہ سب کچھ بتلایا گیا ہے ۔ قیمت عہ

انیسویں صدی کا مہرشی اس میں بانی آریہ سماج کی زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔ قیمت ۱ ر

آئینہ اسلام مع ویدک دہرم کی عکسی تصویر اس میں نہ صرف قرآن کریم بلکہ خود غیر مسلموں کی شہادتوں سے بھی ثابت کر کے دکھایا گیا ہے ۔ کہ اسلام نہ تو جبر کی تعلیم دیتا ہے ۔ اور نہ ہی اس کی اشاعت جبر سے ہوئی ۔ اور ساتھ ہی ان اعتراضات کا جواب بھی دیا گیا ہے ۔ جو مسلمان بادشاہوں پر کئے جاتے ہیں ۔ آخر میں وید اور ویدک تواریخ سے ثابت کر کے دکھلایا گیا ہے ۔ کہ در حقیقت وید ہی جبر کی تعلیم دیتا ہے ۔ اور اسی کی اشاعت بزور شمشیر ہوئی ۔ حجم ۸۰ صفحہ ۔ قیمت صرف ۱۲ ر

کیفیت وید اس میں آریوں کی مستند اور معتبر کتابوں کے حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے ۔ کہ وید اور ویدک دہرم اس قابل نہیں کہ اسلام کے شیدائی اسے قبول کریں ۔ اور اپنی نجات کا وسیلہ ٹھہرائیں ۔ حجم ۴۲ صفحات ۔ قیمت ۳ ر

آئینہ سماج اس میں سوامی دیانند جی کی علمی ۔ تواریخی ۔ اور مذہبی معلومات ۔ اور ویدوں کے غیر الہامی ہونے پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔ حجم ۱۰۰ صفحہ ۔ قیمت ۸ ر

ابطال حقیقت وید اس میں روح مادہ کا مخلوق ہونا قرآن کریم وید مقدس اور عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے ۔ حجم ۱۲۰ صفحہ قیمت ۶ ر

دس ٹریکٹ مفت اشاعت کرنیکے لئے کم قیمت کے دس ٹریکٹ بھی تیار ہو گئے ہیں ۔ سماجی اصول و عقائد پر محققانہ بحث کیتی ہے ۔ جن کی قیمتیں فی سینکڑہ ہے ۔ ۲ ، ۳ ، ۱۲ ، ۱۴ ، ۱۶ تا عنہ اجناب عہ سینکڑہ ۔ احباب کو چاہیئے ۔ کہ ان کی کافی تعداد منگوا کر تقسیم کریں ۔

احمدیت یعنی حقیقی اسلام ۴ ر ۔ رد تناسخ ۳ ر ۔ صاعقہ ذوالجلال علی ۷ ر ۔ برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول ۵ ر ۔ ویدک توحید کا آئینہ ۲ ر ۔ شدھی کی اشدھی ۲ ر ۔ تصدیق کلام ربانی ۸ ر ۔ آریہ مذہب کی حقیقت عہ ۔ رسالہ گوشت خوری ۲ ر ۔ آریہ پنتھ کا فوٹو ۲ ر ۔ چشمہ ہدایت ۵ ر ۔ اسلام اور قتل مرتد عہ ۔ حدوث روح مادہ عہ ۔

نوٹ :۔ ان کتب کے علاوہ صداقت اسلام اور غیر مذاہب کی تردید میں اور بھی بہت سی کتابیں موجود ہیں ۔ **جن کے نام اور قیمت فہرست کتب سے** معلوم ہو سکتی ہے ۔ جو طلب کرنے پر مفت بھیجی جائے گی ۔

مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت ۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ہندوستان کی خبریں

ہائی کورٹ لاہور نے ایڈیٹر اور پرنٹر مسلم آؤٹ لک کے خلاف نوٹس جاری کیا ہے۔ کہ کیوں نہ ان کے خلاف ایک مضمون کی وجہ سے جو "مستعفی ہو جاؤ" کے عنوان سے جسٹس کنور دلیپ سنگھ کے فیصلہ "رنگیلا رسول" کے سلسلہ میں شائع ہوا۔ مقدمہ چلایا جائے۔ مقدمہ کی سماعت ۲۱ جون کو ہوگی۔

لاہور ۱۳ جون - کل آنریبل مسٹر محمد علی جناح کشمیر سے واپسی پر یہاں ٹھیرے۔ بعد دوپہر سر محمد شفیع نے آپ کو دعوت طعام دی۔ ہندو اور مسلمانوں سے کئی ایک مقامی شرفاء نے جنہیں آنریبل موصوف کی ملاقات کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ دہلی کی تجاویز کے متعلق آزادانہ طریق پر تبادلہ خیالات کیا۔

لاہور ۱۲ جون - حویلی کابلی مل کے حادثہ قتل کے سلسلہ میں بشمبر داس صراف - تیرتھ رام بزاز اور دو دیگر ملزموں کو آج ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ مگر مقدمہ ۲۸ جون پر ملتوی کر دیا گیا۔

آگرہ ۱۳ جون - مسلمانان آگرہ کا ایک اجلاس حاجی سید موسیٰ رضا نائب اصدر مجلس ... آگرہ کے مکان پر زیر صدارت مولانا عبد الصمد مہتمم مجلس ... تبلیغ آگرہ منعقد ہوا۔ اتحاد مسلمین کے اغراض و مقاصد ... اور مسلمانوں ... اتحاد و اتفاق کی ضرورت پر تقریریں کی گئیں۔ اس کے بعد مسلمانان آگرہ نے انجمن اتحاد المسلمین علی گڑھ کے اغراض و مقاصد سے اتفاق کا اظہار کیا۔ اور آگرہ میں بھی اسی نام کی ایک انجمن کے قیام کا فیصلہ کیا۔

الہ آباد ۱۳ جون - پنڈت نہرو کی پوتی کماری شیام نہرو نے جس نے فرسٹ ڈویژن میں بی۔ اے۔ اور ایم۔ اے کے امتحان پاس کئے تھے۔ ایل ایل بی وکالت کا پہلا امتحان اول درجہ میں پاس کیا۔

امرت سر ۱۳ جون - درگیانہ تالاب سے ایک ہندو چندہ سالہ لڑکے کی لاش ملی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ نرجلا ایکادشی کے روز ہندو کثیر تعداد میں اس تالاب پر اشنان کرنے گئے تھے۔ اور یہ لڑکا اس دن ڈوب گیا تھا۔

پانی پت ۱۱ جون - ۹ تاریخ سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کرنال نے پانی پت میں زیر دفعہ ۱۴۴ جلسہ منعقد کرنے - شریک جلسہ ہونے یا تقریر کرنے اور اشتہارات یا پمفلٹ وغیرہ شائع - تقسیم و چسپاں کرنے کو دو ماہ کے عرصہ کے لئے ممنوع قرار دیا ہے۔

پانی پت ۱۱ جون - کل بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں صوفی اقبال نے جو تقریر کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے الزمنت پانچ ہزار کی ضمانت اور پانچ ہزار کا مچلکہ طلب کیا ہے۔ حکومت نے صوفی صاحب کو خاموش کر دیا ہے۔

ناگپور ۱۲ جون - اس اطلاع پر کہ ۱۱ جون کی رات کو دو مسلمان لڑکوں پر حملہ ہوا ہے چند مسلمان لاٹھیوں سے مسلح ہو کر بازار میں آ گئے۔ جس بازار میں یہ واقعہ ظہور میں آیا تھا۔ وہاں اور ڈاکٹر مونجے کے مکان پر پولیس کا پہرہ لگ گیا۔ یہ ایک بیش بندی تھی۔ جو کہ پولیس نے کسی ناخوشگوار واقعہ کو روکنے کیلئے اختیار کی تھی۔

لاہور ۱۴ جون - کل ساڑھے پانچ بجے کے قریب پولیس نے گورو گھنٹال کے دفتر اور لالہ شام لال کپور کے مکان کی تلاشی لی ۱۲ جون کے پرچہ کی ضبطی کے احکام دکھائے۔ اور صرف دو پرچے اور چند متفرق صفحات جو دفتر میں ملے ضبط کر لئے گئے۔ کہتے ہیں کہ گرو گھنٹال میں "رنگیلا" کے عنوان سے جو نظم شائع ہوئی ہے اسے قابل مواخذہ قرار دیا گیا ہے۔ حکم نامہ میں یہ بھی لکھا تھا۔ کہ اس پرچہ میں باغیانہ مواد موجود ہے۔

امرت سر ۱۴ جون - آج مسٹر الیف۔ ایچ۔ پکل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کی عدالت میں گیان چند مدیر و طابع و ناشر رسالہ ترجمان کے خلاف اس الزام میں دفعہ ۱۵۳ (الف) کے ماتحت مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ کہ اس نے مئی ۱۹۲۷ء کی اشاعت میں "جہنم کی سیر" کے عنوان سے ایک اشتعال انگیز مضمون درج کیا تھا۔ مسٹر ہمیلٹن سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر لاکھا سنگھ پریس برانچ ڈپٹی کمشنر مولوی حمید احمد مہتمم ... منیجر آفتاب برقی پریس منشی غلام حیدر اسسٹنٹ منیجر آفتاب برقی پریس ... شہادت ہوئی۔ درخواست ضمانت مسترد کر دی گئی۔ اور سماعت مقدمہ ۲۲ جون پر ملتوی کر دی گئی۔

دہلی ۱۴ جون - آج صبح سویرے اس خبر سے کہ ہندوؤں کے محلہ کٹرہ نیل (چاندنی چوک) میں ایک مسجد کا دروازہ جلا دیا گیا ہے۔ کثیر التعداد ہندو اور مسلمان موقع پر جمع ہو گئے۔ مسٹر ای۔ ایس۔ لیوس سٹی مجسٹریٹ پولیس کی ایک جماعت کے ساتھ موقع پر پہنچے۔ ہجوم کو منتشر کر کے وہاں کنسٹبل متعین کر دیئے۔ جب رات مسجد کے دروازہ میں آگ لگ گئی۔ تو مسجد کے اندر جو آدمی تھے۔ انہوں نے دیکھ کر شور مچایا۔ امداد طلب کی۔ چنانچہ ایک پان والے اور چوکیدار نے (جو دونوں ہندو تھے) آگ بجھائی۔ اور مسجد کے اندر جو آدمی تھے۔ انہیں بچایا۔ اس امر کے متعلق بڑی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ کہ آتش زدگی کا سبب کیا تھا۔

سکندر آباد ۱۳ جون - شنبہ کی شب کو کیبل گوڈا گاؤں میں ہندوؤں کی ایک برات ایک مسجد کے سامنے باجا بجاتی ہوئی گذری۔ ایک مسلمان نے برات کو آتے ہوئے دیکھ کر ہندوؤں سے ٹھہر جانے کی درخواست کی۔ اس پر ایک سو کے قریب ہندو کلال مسجد پر ٹوٹ پڑے۔ اندر داخل ہو گئے۔ اور مسلمانوں کو زد و کوب کرنے لگے۔ پانچ مسلمان جو نماز ادا کر رہے تھے۔ مجروح ہوئے۔ دو کو شدید ضربیں آئیں۔ گاؤں کی پولیس مناسب انتظام نہ کر سکی۔ ٹیلیفون کے ذریعہ سے حیدر آباد اطلاع بھیجی گئی۔ وہاں سے پولیس آئی۔ جس نے زخمی مسلمانوں کو اٹھا کر ہسپتال پہنچایا۔ دو کی حالت نازک بتلائی جاتی ہے۔ پولیس نے ۹ ہندو گرفتار کئے ہیں بلوہ کے دوران میں ہندو بلوائیوں نے مسجد کا سامان بھی توڑ پھوڑ ڈالا۔

شملہ ۱۲ جون - آنریبل مسٹر میڈیمن کی جگہ ۱۶ جولائی سے وائسرائے کی انتظامی کونسل کے رکن مسٹر جیمس کریرار مقرر کئے گئے ہیں۔

الہ آباد ۱۰ جون "پاؤنیر" نے اس خبر کی تصدیق کی ہے۔ کہ مہاراجہ کشمیر عنقریب یورپ جانیوالے ہیں۔

امرتسر ۱۰ جون - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع امرتسر نے ایسے اخبارات و رسائل کی طباعت و اشاعت ممنوع قرار دی ہے جن سے نقص امن کا اندیشہ ہو۔ تجارتی اشتہارات اجازت حاصل کرنے پر شائع کئے جا سکتے ہیں۔

لاہور ۱۴ جون - گذشتہ ہنگامہ لاہور کی وجہ سے حکومت پنجاب نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ لاہور میں ۶ ماہ کیلئے تعزیری پولیس متعین کی جائے۔ اس پولیس کے اخراجات کے لئے ایک لاکھ ۹ سو روپیہ منظور کیا گیا ہے۔

جھریا ۱۲ جون - گذشتہ شب کسی شخص نے سور کاٹ کر اور اسے کپڑوں میں لپیٹ کر جھریا کی جامع مسجد میں پھینک دیا۔ جب صبح کے وقت مسلمانوں کو اسکی اطلاع ملی۔ تو سخت تشویش پھیل گئی۔ بہت ممکن تھا۔ کہ سخت خونریز ہنگامہ برپا ہو جاتا۔ لیکن چند سرکردہ مسلمانوں نے عوام کو سمجھا بجھا کر ان کے جوش کو ٹھنڈا کیا۔

الور ۱۲ جون - جن مسلمانوں نے مساجد کے سامنے باجہ روکنے کی سعی کی تھی۔ ان کے خلاف دو مقدمات چلائے جا رہے ہیں۔

لاہور کے قلبی اور دماغی امراض کے ہسپتال کے مریضوں کی تفریح کے لئے ایک سینما خریدا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک لائبریری بھی قائم کر دی گئی ہے۔

بنارس سے ہمدم کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ اس سال پولیس نے چند مقامات پر گائے کی قربانی روک دی تھی۔ کئی درخواستیں بھی نامنظور کر دی گئیں۔

پٹنہ ۱۵ جون - دانا پور کے فساد کے سلسلہ میں اسوقت تک چالیس ہندو گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ گرفتار شدہ اشخاص میں ہندو قوم اور آریہ سماج کے سربرآوردہ اصحاب بھی شامل ہیں یعنی مسٹر گوپی لعل اگروال سابق صدر بلدیہ - مسٹر رائیدر ناتھ نندی وکیل سیکرٹری ہندو سبھا - سیلوار رتن لعل وکیل - مسٹر گودا پرشاد سنگھ مالک کارخانہ آہن - کہا جاتا ہے۔ کہ تلاشی کے دوران میں پولیس نے نعشوں کے لیجانے کیلئے بانس کی ارتھیاں، اور ہجوم کو کھانا پہنچانے کیلئے بہت بڑی تعداد کے پکے ہوئے کھانے برآمد کئے۔

پرنسپل صاحب نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۱۵ جون کو ایک ...

(منشی عبد الرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)